بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مبارک راتیں

(شبِ معراج، شبِ براءت، شبِ قدر)

مولف

سید عبد القادر مجاہد

(نبیرۂ سلطان الواعظین حضرت سید عیسٰی حاجی میاں صاحبؒ)

﴾جملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ﴿

سلسلہ اشاعت (۲)

نام کتاب	:	مبارک راتیں
مولف	:	سید عبدالقادر مجاہد
بارسوم	:	شوال ۱۴۳۶ھ م جولائی ۲۰۱۵ء
صفحات	:	۴۴
تعداد	:	۵۰۰
ناشر		SAN کمپیوٹر سنٹر، نئی سڑک چنچل گوڑہ، حیدرآباد
سرورق	:	اکسپرٹ گرافکس چنچل گوڑہ' حیدرآباد
قیمت	:	30/- روپئے

کتاب ملنے کا پتہ

SAN کمپیوٹر سنٹر، نئی سڑک چنچل گوڑہ، حیدرآباد

فون نمبر:9959912642

انتساب

☆ معراج کی اُس رات کے نام جس میں رسولِ اکرم ﷺ نے اللہ تعالی کا دیدار کیا اور بطور شکر دو رکعت نمازِ شکرانہ میں انبیاء و مرسلین کی امامت کی۔

☆ لیلتہ المبارکہ (شبِ براءت) کے نام جس میں رسولِ اکرم ﷺ نے جنت البقیع میں مومنین کی زیارت فرمائی۔

☆ لیلتہ القدر کی اُس مبارک رات کے نام جس میں خلیفتہ اللہ حضرت سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام نے بحکمِ خدا شب قدر کا انکشاف کیا۔

عرضِ ناشر

انسان کو ہر چیز کا علم حاصل کرنا ضروری نہیں مگر اتنا علم حاصل کرنا واجب ہوتا ہے جس سے زندگی گذارنا آسان ہو۔ مثلاً اگر کوئی کاروبار کرنا چاہتا ہے تو وہ اس کا شرعی علم سیکھ لیں، اگر کوئی شادی کرنا چاہتا ہے تو وہ ازدواجی زندگی کے ہر پہلو میں اسلام کی رہنمائی حاصل کرلیں، اسی طرح ہر کسی کو اپنی ضرورت کے حساب سے شرعی علم سیکھنا چاہئے۔ ہر مسلمان کو ہر ایک علم سیکھنے کی ضرورت نہیں ہے ، نہ ہی وہ سیکھ سکتا ہے۔ ہر شئے کا علم تو صرف اور صرف اللہ تعالی کو ہے اور اُسکی عطا سے رسولِ خدا ﷺ اور مہدی موعود علیہ السلام کو ہے، مثال کے طور پر اللہ تعالی نے شب قدر کس رات کب ہے اسکا علم رسولِ خدا ﷺ کو دیا تھا مگر اُسے بھلا دیا تاکہ اس مبارک رات کا انکشاف مہدی موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہو سکے، اسی طرح ہم کو یہ علم ہے کے ہر روز کے فرائض ادا کرنے کے بعد ہر روز کم سے کم پانچ وقت کا ذکر اللہ کرنا ہم مہدویوں پر واجب ہے (بفرمان مہدی موعود) مگر ہم آج کی مادی زندگی میں اتنے مصروف ہیں کے دو پہر کا ذکر بھی مشکل سے کچھ ہی لوگ کر پا رہے ہیں۔ ایسے دور میں ہم کم از کم ان مبارک راتوں میں جن کا ذکر قرآن مجید اور صحیح احادیث سے ثابت ہے اُن راتوں میں ہی سہی اللہ تعالی کی عبادت و ذکر واذکار میں گزاریں تاکہ اللہ تعالی کی خوشنودی حاصل ہوسکیں ، جس سے ہماری دنیا اور آخرت بہتر ہو سکے۔ اسی لئے میں نے جناب سید عبدالقادر مجاہد صاحب کے وہ مضامین جو ماہنامہ نور ولایت میں شب معراج، شب براءت اور شب قدر کے عنوان سے شائع ہو چکے ہیں اُن کو حاصل کر کے اُسے رسالہ کی شکل دی ہے تاکہ ایک ہی رسالہ میں ان مبارک راتوں کی اہمیت وافادیت کے بارے میں قارئین کو تمام معلومات حاصل ہوسکیں تاکہ ان مبارک راتوں کے آنے سے پہلے ان کی عظمت کے بارے میں پڑھ کر ہم ان مبارک راتوں میں عبادت کی تیاری کر سکیں۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ میری اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبولیت بخشے اور ہم کو لکھنے پڑھنے سے زیادہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ۝ (سورہ بنی اسرائیل)

شب معراج

واقعہ معراج مختلف انداز اور کئی روایتوں میں منقول ہے۔ ہم اس کا قرآنی آیات ،مختلف احادیث، تفاسیراور سیرت کی کتابوں سے اس کا احاطہ کریں گے۔ معراج کے معنی اوپر چڑھنے یا پستی سے بلندی پر جانے کے ہیں اوراحادیث میں حضوراکرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے آسمانوں کی طرف لے جایا گیا۔ اس لئے اسے معراج کہا گیا۔معراج رجب کی ستائیسویں تاریخ کوہوئی۔

نبی اکرم ﷺ چونکہ افضل الانبیاء ہیں اس لئے آپؐ کو بارگاہِ لامکاں میں وہاں تک رسائی حاصل ہوئی جہاں اس سے پہلے کسی کو حاصل نہیں تھی۔ نہ بعد میں کسی کو حاصل ہوسکتی ہے۔ اور آپ کو اس لاہوت میں وہ کچھ دکھایا گیا اور ایسے عجیب وغریب مناظر کا مشاہدہ کرایا گیا جو اس سے قبل انسانی عقل وشعور سے باہر ہے۔ نبی کریم ﷺ کا یہ سفرلامکاں اورواقعہ معراج جسمانی تھا' روحانی تھا' یا خواب میں تھا یہ بحث واعتراض محض اس لئے پیش آئی کہ کچھ لوگ نبی اکرم ﷺ کے اس عظیم الشان معجزہ کو اپنی ناقص عقل کے ذریعہ سمجھنے کی کوشش کی حالانکہ یہاں پرعقل وشعور کا کوئی دخل نہیں ہے۔ بات ایمان کی ہے۔ میرا ایمان ہے کہ رسول خدا ﷺ کوجسمانی معراج ہوئی تھی۔ مہدی موعودؑ نے فرمایا معراج انبیاء کواور کشف اولیاء کو اس وجہ سے ہوا کرتا ہے۔ خصوصاً رسالت مآب ﷺ کہ تبلیغ احکام الٰہی واشاعت دینِ حقیقی میں جوتکالیف مخالفوں کے ہاتھوں سہتے سہتے اور امتحانِ معشوقانہ کی کڑی اور دشوارگذار مشکلیں طئے کرتے کرتے تھک جاتے ہیں اوران کا دل ودماغ مکدر ہوجاتا ہے۔ تو صرف کلامی وزبانی تسلی کافی نہیں ہوتی اپنی بارگاہ خاص میں انہیں مدعوکر کے اپنے دیداروصال سے ان کومحظوظ ومسرور کیا جاتا (المہدی الموعود صفحہ ۳۵۷)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ مہدی موعود علیہ السلام بھی رسول خدا کی جسمانی معراج اور دیدار خدا کے قائل ہیں۔اس لئے ہم تمام مہدویوں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ رسول خدا ﷺ کو جسمانی معراج ہوئی اور وہ خدا کا اپنی آنکھوں سے دیدار کئے تھے۔ رسول خدا ﷺ کو پہلے مسجد اقصیٰ لایا گیا اور پھر وہاں سے آسمانوں، سدرۃ المنتہیٰ اور عرش پاک تک لے جایا گی۔اور چونکہ یہ بھی معتبر احادیث سے ثابت ہے اس لئے اس کا منکر فاسق وفاجر ہے آیت پاک کے لفظ عبدہ پر ہی غور کیا جائے تو یہ حقیقت کھلتی ہے کہ معراج جسمانی تھی اس لئے عبد تنہا روح کو نہیں کہتے بلکہ روح مع الجسم کو کہتے ہیں۔جیسا کہ قرآن مجید کی دوسری آیات میں اس حقیقت کا ثبوت ملتا ہے۔مثلاً

(۱) وَلَقَدْ اَوْحَیْنَا اِلٰی مُوْسٰی اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْ (سورہ طٰہٰ آیت ۷۷)

(۲) وَ اَوْحَیْنَا اِلٰی مُوْسٰی اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْ (سورہ الشعراء آیت ۵۲)

اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کو حکم فرمایا وحی کے ذریعہ کہ میرے بندوں کو رات کے وقت (مصر) سے لے کر نکل جاؤ۔ان آیات سے دونوں چیزیں ثابت ہوگئی یہ کہ عبد، عباد (بندہ، بندے) تنہا روح اور ارواح کو نہیں کہتے بلکہ روح مع الجسم اور ارواح مع الجسم کو کہتے ہیں۔عبد کا لفظ قرآن شریف میں پڑھنے کے باوجود بھی جو لوگ معراج کو روحانی مانتے ہیں۔بتائیں کہ کیا موسیٰ علیہ السلام مصر سے رات کے وقت ان کی ارواح کو لے کر نکلے تھے یا وہ لوگ (خدا کے بندے) بجسد عنصری اور ارواح مع الجسم تھے؟ اگر وہ لوگ محض تنہا ارواح تھے تو دلائل سے ثابت کریں اور اگر بجسد عنصری اور ارواح مع الجسم تھے تو پھر **سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہ** میں عبد (بندہ) کو بجسد عنصری اور روح مع الجسم ماننے میں کون سی خرابی کیا قباحت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس واقعہ کو سن کر حیران ہونے والو اور میرے محبوب سے یہ پوچھنے والو رات کے قلیل وقت میں کیسے گئے اور کیسے آئے یہ حقیقت میرے محبوب سے نہ پوچھو بلکہ مجھ سے پوچھو کہ میں لے کیسے گیا۔اس لئے وہ خود کب گیا۔ **سبحٰن الذی اسریٰ** اُسے تو میں لے گیا ہوں اور اگر تم یہ سوال کروگے تو میں تمہارے سوالات واعتراضات سے پاک ہوں۔پھر اللہ تعالیٰ نے تمام ملائکہ کے لئے حکم جاری کیا کہ

آج کی رات میرا محبوب مجھ سے ملنے آ رہا ہے اس لئے آج کی رات زمانے کی حرکت بند کر دی جائے۔ کاروبارِ حیات ارضی وسماوی روک دئے جائیں۔مملکت آب وخاک کے تمام مادی قواعد وضوابط تھوڑی دیر کے لئے معطل کر دئے جائیں۔سفرو اقامت، ستاروں کی گردش، سورج کی رفتار اور چاند کی مساوت روک دی جائیں۔آج تمام آسمانوں کو اچھی طرح سجا کر ان کے ہر دروازے پر خوبصورت وخوش نما محرابیں کھڑی کر کے ہر محراب کی پیشانی پر یہ کتبے لکھ کر آویزاں کر دیئے جائیں۔

پہلے آسمان پر: هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم آیاته

دوسرے آسمان پر: وما ارسلنک الا رحمة للعالمین

تیسرے آسمان پر: یا یها النبی انا ارسلنک

چوتھے آسمان پر: الحمد لله الذی انزل علی عبده الکتاب ولم یجعل له عوجا

پانچویں آسمان پر: ان الله وملائکته یصلون علی النبی یایها الذین امنوا صلوا علیه وسلمو تسلیما

چھٹے آسمان پر: لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیزعلیه ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم

ساتویں آسمان پر: سبحن الذی اسریٰ بعبده لیلا

(نزہت المجالس جلد۲ صفحہ۱۳۲)

ملائکہ جنت کو فرمان ہوا کہ آج ہر قسم کے ساز وسامان حسن وزینت اور ہر طرح کے رنگ وروغن سے مہمان خانہ غیب کو مزین کر دیا جائے۔کیونکہ میرا محبوب آج یہاں مہمان بن کر آ رہا ہے۔حاملان عرش کو حکم ہوا عرش کے چاروں طرف موتیوں کی جھالریں لٹکا دو اور پوری فضائے آسمان اور دوسرے عالم کون ومکان میں انوار تجلیات کی بارش کر دو اور مہمان کے آنے کے تمام راستے پاک وصاف کر کے لوبان وعطر سے معطر کر دو۔اور اے جبرئیل: آج رات شمس وقمر کی روشنی زیادہ کر دے اور ستاروں کی چمک ودمک میں بھی

اضافہ کردے۔ جبرئیل نے عرض کی یا الٰہی کیا قیامت قریب آ گئی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایانہیں آج رات میرے اورابوطالب کے دُرِّ یتیم کے درمیان راز و نیاز کی رات ہے۔اوراے جبرئیل آج کی رات رحمت کے دروازے کھول دواورعذاب اٹھادو۔ جبرئیل نے عرض کی۔ یا الٰہی! کیا قیامت قائم ہوگئی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :نہیں لیکن آج کی رات میرے اور میرے محبوب کے ساتھ جلوت وخلوت میں قرب ووصال ہے۔اور پھر حکم ہوااے جبرئیل: رشدوہدایت اورحق وصداقت کا پرچم پکڑلواوراے میکائیل:تم شرفِ قبولیت کا جھنڈااٹھالو۔ اوردونوں ستر ہزارفرشتوں کی نورانی جماعت لے کرمیرے محبوب کے دروازے پر باادب کھڑے ہوجاؤاور تمام فرشتے اورسب حوریں مقدس مہمان کے استقبال کے لئے صفیں باندھ کردست بستہ کھڑے ہوجائیں ۔پھرفرمایا کہ وہ برق رفتارسواری جوخطہ لاہوت کے مسافروں کے لئے مخصوص ہےاسے بناسنوارکرتیارکرو۔ اورآج رات میری تسبیح وتہلیل کوچھوڑکرمیرے محبوب کے لئے انتظامات کرو۔(درۃ الناصحین صفحہ ۱۱۸)

پھرملک الموت کوحکم ہوا کہ آج کی رات کسی کی روح قبض نہ کرنا کیونکہ موت میں ہجروفراق ہوتا ہے‘ رنج وغم ہوتا ہے‘ آہ وبکا ہوتی ہے اوررونا وآنسو ہوتے ہیں۔مگرآج کی رات وصل وملاقات کی رات ہے۔قرب وحضورکاوقت ہے‘ خوشی ومسرت کی گھڑی ہے‘ کیف وسرورکی ساعت ہےاورخنداں وتبسم کی شب ہے۔جب حضوراکرم ﷺ کے استقبال کے انتظامات مکمل ہوگئےتو اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کوحکم دیا جاؤجنت سےاس برق رفتارسواری براق کو بناسنوارکرتیارکروجوروزِاول سے ہی ملکوت کے مسافرکے لئے مخصوص کردی گئی تھی۔حکم ملتے ہی روح الامین جنت میں پہنچے دیکھاتو چالیس ہزار براق ہیں۔اورہر براق کی پیشانی پرلا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہواہے۔جبرئیل حیران ہوئے کہ محبوبِ خدا ﷺ کے لئے کونسا لے جاؤں ان کی نگاہِ انتخاب نے ابھی کوئی فیصلہ نہیں کیا تھا کہ جنت کے ایک کونے میں انہیں ایک ایسا براق نظر آیا جو بہت ہی کمزورولاغرتھا۔اس نے کھانا پینا چھوڑرکھاتھااورتنہائی میں رورہاتھا۔جبرئیل علیہ السلام نے اس کا سبب پوچھا۔جواب ملاچالیس ہزارسال ہوئے محمد ﷺ کا نام پاک سناتھا‘بس اس کے شوقِ زیارت میں بیٹھارورہاہے۔جبرئیل سوچ رہے تھے کہ سبھی براق خوبصورت ہیں‘ حسین وجمیل ہیں اورنازک ولطیف

ہیں کس کو منتخب کروں کہ بارگاہ خداوندی سے فرمان ہوا۔ میرے محبوب کے لئے وہی براق تیار کرو جو نحیف ولاغر ہے جو چالیس ہزار سال سے عشق مصطفیٰ ﷺ کے شوق زیارت میں رو رہا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عجز وانکساری، تواضع ومنکسر المزاجی کے ساتھ ساتھ عشق رسول بھی پسند ہے۔ پھر جبرئیل نے رونے والے براق کو مبارک باد دی وہ بہت خوش ہوا اور اچھلنے لگا۔ پھر روح الامین نے براق کو بنانے سنوارنے اور سجانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ جب براق بن سنور کر تیار ہوا۔ جبرئیل نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا یا الٰہ العالمین براق تیار ہے تمام انتظامات مکمل ہیں۔ اُدھر رسول خدا ﷺ اپنے چچا کی بیٹی ام ہانی ؓ کے گھر رات کو آرام فرمارہے تھے۔ اُدھر اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کا معائنہ کیا۔ لوح وقلم پر نظر ڈالی، مکان ولامکان کا مشاہدہ کیا۔ تمام انتظامات مکمل اور درست تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو آواز دی۔ یا جبرئیل:

جبرئیل: کیا حکم ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جاؤ میرے محبوب پاک کو لے آؤ۔ میرا حبیب بنی ہاشم کی گھاٹی کے ایک مکان میں فرش پر چادر سے اپنے حسن و جمال کو چھپا کر لیٹا ہوا ہے۔ جب تم ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہو تو اس کا پورا پورا احترام کرنا، محبوب کے حجرہ کا دروازہ نہ کھٹکھٹانا، باہر سے آواز نہ دینا، دروازے کی کنڈی بھی نہ ہلانا بلکہ چھت پھاڑ کر جاؤ مگر میرے محبوب کو خواب راحت میں کوئی خلل نہ ہو۔ پھر جبرئیل ؑ نے ویسا ہی کیا جیسا اللہ تعالیٰ چاہتا تھا۔ گھر میں داخل ہونے کے بعد آپ حضور کے قدم مبارک کے پاس کچھ دیر کھڑے رہے پھر آہستہ سے حضور کے قدموں کا بوسہ لیا۔ فوراً حضور کی آنکھ کھل گئی اور جبرئیل ؑ نے فرمایا: آپ جس چیز کی زیارت کے مشتاق تھے جس کے لئے آپ دعائیں کرتے تھے وہ دعائیں آپ کی قبول ہوگئی ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کے حضور تشریف لے جانا ہے۔ یہ کہہ کر جبرئیل ؑ نے حضور کو پہلے مکہ لے گئے اور حضور کو لیٹا کر سینہ اور قلب کو زم زم کے پانی سے دھویا پھر سونے کا لگن لایا جو حکمت وایمان سے بھرا ہوا تھا اس کو حضور کے سینے پر انڈیل دیا اور آپ ﷺ کے سینے کو برابر کر دیا۔ نبی کریم ﷺ کا سینہ مبارک کھول کر زم زم کے پانی سے دھونا یہ پہلی بار نہ تھا۔ اس سے پہلے بچپن میں جب آپ حضرت حلیمہ سعدیہ ؓ کے گھر میں تھے اُس وقت آپ کا شرح صدر پہلی بار ہوا۔ دوسری بار جب آپ ﷺ بیس برس کے تھے۔ تیسری بار جب آپ

غار حرا میں اپنے رب کی عبادت میں مشغول تھے اور چوتھی بار جب کہ آپ کو معراج پاک ہوئی۔ پھر حضور پر نور ﷺ کی خدمت میں جبرئیلؑ نے براق لے کر آئے اور حضور سے فرمایا آپ کے لئے سواری تیار ہے جو پچھلے انبیاء کی بھی سواری تھی۔ حضور اُس براق پر بیٹھ کر اپنی پہلی منزل بیت المقدس یعنی مسجد اقصیٰ پہنچے جہاں برگذشتہ انبیاء اور اولیاء کے مزارات ہیں اور پہلے نبیوں کا قبلہ بھی ہے۔ پھر جب حضور اکرم ﷺ مسجد اقصیٰ میں داخل ہوئے تو ان کے استقبال کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ہاتھ باندھے ہوئے کھڑے آپ کا استقبال کیا۔ حضور اکرم ﷺ کی عظمت کے پیش نظر یہ ساری زمین امت کے لئے مسجد بنا دی گئی۔ پھر جبرئیلؑ نے اذان دی تمام انبیاء کرام نے صفیں باندھیں۔ میکائیلؑ نے تکبیر کہی اور حضور اکرم ﷺ نے اُن سب کی امامت کی۔ اسی لئے حضور ﷺ کو امام الانبیاء بھی کہا جاتا ہے۔ حضور نے جو دو رکعت نماز پڑھائی پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ کافرون اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ سورہ اخلاص پڑھی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضور کی خدمت میں تین پیالے پیش کئے گئے جس میں شراب، پانی اور دودھ تھا۔ حضور نے دودھ کا پیالہ ہاتھ میں لے کر بسم اللہ پڑھ کر پی لیا۔ اس موقع پر جبرئیلؑ نے آ کر کہا آپ کے اور آپ کی امت کے لئے راہ راست مقرر کیا گیا ہے۔ کیونکہ آپ نے دودھ اختیار کیا۔ اگر آپ پانی پی لیتے تو آپ کی امت غرق ہو جاتی، اگر آپ شراب پی لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ اس کے بعد حضور کے سامنے ایک سیڑھی حاضر کی جس کو آسمان سے اتارا گیا تھا۔ حضور ﷺ اس سیڑھی پر سوار ہو گئے۔ جبرئیلؑ بھی آپ کے ساتھ تھے جب آسمان دنیا (پہلا آسمان) پر پہنچے تو وہاں ایک فرشتہ نے پوچھا کون ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا میں جبرئیل ہوں پھر اسی فرشتہ نے پوچھا آپ کے ساتھ کون ہیں جبرئیلؑ نے فرمایا میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں جن کے لئے یہ کائنات وجود میں آئی ہے۔ تو اس فرشتہ نے فوراً حضور کا استقبال کیا اور تحیات بجالایا ان کے بعد تمام فرشتے آتے تحیات بجالاتے اور مسرت وشادمانی کا اظہار کرتے۔ مگر ان میں سے ایک فرشتہ ایسا بھی تھا جس کے چہرے سے مسرت وشادمانی کا اظہار نہیں ہوتا تھا۔ اس کو دیکھ کر حضور نے

جبرئیل سے دریافت فرمایا کہ یہ کون ہے جو ہمارے آنے پر بھی خوش نہیں ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ داروغہ جہنم ہے یہ اس خوف اور غم میں مبتلا ہے کہ آپ کی امت کے کچھ لوگوں کو اس کو جہنم میں ڈالنا پڑے گا۔حضور نے جبرئیلؑ سے کہا اس سے کہیئے کہ دوزخ کے دہانے سے سر پوش ہٹائے میں دوزخ کی کیفیت دیکھنا چاہتا ہوں۔

جب داروغہ جہنم نے سر پوش ہٹایا حضور نے ایک ایسی مخلوق دیکھی جن کے چہرے پر ہونٹ اور دانت اونٹوں کی طرح تھے۔ان کے ہاتھ میں انگارے تھے جن کو وہ کھا رہے تھے۔اور وہ انگارے ان کے پاخانہ کے مقام سے نکلتے تھے۔حضور ﷺ نے جبرئیل سے فرمایا: یہ کون ہے جبرئیلؑ نے بتایا یہ وہ لوگ ہیں جو بغیر کسی حق کے غلط طریقوں سے حق داروں اور غریبوں کے مال پر قبضہ کر لیتے تھے۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں اس مصیبت میں مبتلا کیا ہے۔

پھر حضور ﷺ کا گزر ایک اور جماعت پر ہوا جن کے پیٹ مٹکے کی طرح پھولے ہوئے تھے۔ اوران کی حالت ایسی ابتر تھی کہ میری نظر نے کسی اور کی ایسی ابتر حالت نہیں دیکھی۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ جبرئیلؑ نے فرمایا یہ سود خور ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مبتلائے عذاب کیا ہے۔ وہاں سے گزر کر ہم نے ایک اور گروہ کو دیکھا جن کے آگے عمدہ قسم کا گوشت رکھا ہوا ہے اوران کی ایک جانب گندہ گوشت رکھا ہوا ہے۔اور وہ اس ناقص اور گندے گوشت میں سے کھا رہے ہیں۔میں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جبرئیلؑ نے بتایا یہ وہ شادی شدہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کی موجودگی کے باوجود بدکاری (زنا) کا ارتکاب کرتے ہیں اس لئے انہیں اللہ تعالیٰ نے یہ عذاب مقرر فرمایا ہے۔

اس کے بعد ہم نے خواتین کا ایک گروہ دیکھا جنہیں چھاتیوں کے بل لٹکایا گیا ہے۔میں نے جبرئیلؑ سے دریافت کیا یہ کون ہیں جبرئیل نے فرمایا یہ وہ خواتین ہیں جو اپنے شوہروں کے ساتھ خیانت کرتی تھی۔ غیر مردوں سے تعلق پیدا کرتی تھیں اور جب حرام کی اولاد ہوتی تو اس کو اپنے شوہروں کی طرف منسوب کرتی تھیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ عذاب دیا ہے۔

اس کے بعد جب حضور ﷺ نے ایک نورانی چہرے والے آدمی کو پہلے آسمان پر بیٹھا دیکھا تو

جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون ہیں۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ انہیں سلام کریں ۔حضرت آدمؑ کے عظیم وصالح فرزند محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ نے انہیں سلام کیا۔ حضرت آدمؑ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: اے میرے صالح بیٹے اور صالح نبی تیرا آنا مبارک تیری تشریف آوری باعث رحمت وبرکت وسعادت، خوش آمدید۔ حضرت آدم علیہ السلام نے امام الانبیاء کو بنی صالح اور ابن صالح فرمایا۔ اس لئے کہ حسن صورت، حسن سیرت، حسن اخلاق، نیکی وشرافت اور تقدس کی انتہا کا نام صالحیت ہے اور دوسرے تمام اوصاف حمیدہ سے کسی کا صالح ہونا افضل واعلیٰ اور عظیم وارفع ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے بھی انبیاء کرام کو وصف صالح سے سرفراز فرمایا ہے۔

مثلاً : **و کل من الصالحین و کلا جعلنا صالحین**

نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ حضرت آدمؑ کے دائیں طرف اولاد آدم کی ارواح ہیں جنہیں دیکھ کر وہ مسکراتے ہیں اور بائیں طرف بھی اولاد آدم کی ارواح ہیں جنہیں دیکھ کر وہ غمگین ہوجاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیلؑ سے پوچھا حضرت آدمؑ دائیں جانب دیکھ کر کیوں مسکراتے ہیں اور بائیں طرف دیکھ کر کیوں غم میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ تو جبرئیلؑ نے فرمایا: حضرت آدم کی دائیں جانب جنتیوں کی ارواح ہیں جنہیں دیکھ کر وہ مسکراتے ہیں اور بائیں جانب دوزخیوں کی ارواح ہیں جنہیں دیکھ کر وہ غمگین ہوجاتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام چونکہ ابوالبشر یعنی نسل انسانی کے باپ ہیں۔ اس لئے ان کا حق یہی ہے کہ اپنی اولاد کے نیک اعمال، حسن اخلاق، اچھے حالات، اور ان کے ثواب کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ اور دوسری جانب اپنی اولاد کی سیہ کاریاں، بداعمالیاں، بدکرداریاں، گناہوں کے انبار اور مصائب وآلام دیکھ کر سزائے جہنم کے بارے میں سوچ کر غمگین ہوتا اور آنسو بہانا یہ ایک باپ کا فطری عمل بھی ہے۔ حضور اکرم ﷺ آسمان اول کے عجائبات، آدمؑ سے ملاقات اور دوزخ کے حالات جاننے کے بعد دوسرے آسمان پر تشریف لے جاتے ہیں جہاں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام سے ملاقات فرماتے ہیں اس کے بعد تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام جن کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی مانند چمک رہا تھا اُن

سے ملاقات کرتے ہیں اور پھر وہاں سے چوتھے آسمان پر ادریس علیہ السلام سے ملاقات فرماتے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے انہیں بلند مقام پر اُٹھالیا ہے۔حضور اکرم ﷺ نے بھی حضرت ادریسؑ سے کہا کہ میرے نبوت ورسالت کے بھائی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلند مقام پر اٹھالیا اور آپ مجھ سے پہلے جنت میں داخل ہوگئے ہیں اور آپ نے جنت کی نعمتوں کو دیکھ لیا ہے تو حضرت ادریسؑ نے جواب دیا کہ اے اللہ کے حبیب نہ تو میں جنت میں داخل ہوا ہوں اور نہ ہی میں نے جنت کی نعمتوں کو دیکھا ہے۔میں اس باغ میں رہتا ہوں جو جنت سے باہر ہے اور میں جنت کے دروازے پر لکھا دیکھا کہ محمد ﷺ اور اس کی امت سے پہلے اس میں کوئی بھی داخل نہیں ہوسکتا۔ اور پھر وہاں سے پانچویں آسمان پر تشریف لے گئے وہاں پر حضرت ہارون علیہ السلام جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہیں ان سے ملاقات کی پھر وہاں سے چھٹے آسمان پر تشریف لے گئے جہاں پر موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی۔اس کے بعد لامکاں کے راہی نبی کریم ﷺ نے ساتویں آسمان پر جلوہ افروز ہوئے جہاں پر آپؐ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا جو بیت المعمور کی دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھے ہیں۔اللہ کے حبیب نے اللہ کے خلیل کو سلام کیا۔خلیل اللہ نے مرحبا اور خوش آمدید کہا۔بیت المعمور کا ہر روز ستر ہزار فرشتے طواف کرتے ہیں اور جو ایک دفعہ آجاتے ہیں پھر قیامت تک ان کی باری نہیں آتی۔بیت المعمور فرشتوں کا کعبہ ہے اور زمین کا کعبہ کے بالکل مقابل ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے نبی اکرم ﷺ سے فرمایا کہ اللہ کے حبیب اپنی امت کو میری طرف سے سلام کہنا اور اسے خبر دینا کہ جنت ایک میدان ہے اور اچھے میٹھے شیریں پانی کی نہریں اس میں بہتی ہیں اور اگر اس میدان میں درخت بونا چاہتے ہو تو کثرت سے ذکر الٰہی اور حمد وثناء کرو اور جو کوئی ایک بار سبحان اللہ وبحمدہ پڑھتا ہے تو فرشتے اس کے لئے ایک درخت لگاتے ہیں۔

جب آنحضرت ﷺ سات آسمانوں سے گزر گئے تو بہشت کو حکم پہنچا کہ اے بہشت: خود کو پوری زیب وزینت سے آراستہ کر کے آنحضرت ﷺ کی خدمت میے حاضر ہو۔بہشت نے خوبصورت چادر سر پر ڈالی زیب وزینت سے آراستہ ہو کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔آنحضرت ﷺ نے

دیکھا کے جنت کی چاردیواری سونے کی ہے۔اس میں ایک اینٹ یاقوت کی ہے اور ایک اینٹ زمرد کی ہے۔ جنت کا دروازہ اس قدر چوڑا ہے کے اگر اس میں چلیں تو چالیس برس میں طے ہوگا۔ جب بالکل جنت کے دروازے کے سامنے پہنچے تو جنت کے دروازے پر لکھا ہوا تھا۔(۱) خیرات کا دس گناہ ثواب ہے(۲) قرض بے سود دینے کا اٹھارہ گناہ ثواب ہے۔

نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا کے جبرائیل اس کا کیا مطلب ہے؟ جبرائیل علیہا لسلام نے عرض کیا سائل تو کبھی بلاضرورت بھی مانگتا ہے اور دینے والا دیتا بھی ہے۔ برخلاف اس کے سخت ضرورت والا ہی قرض مانگتا ہے خیرات مانگنے والے کو عادت ہوتی ہے،قرض مانگنے والے کو عادت نہیں ہوتی شرم سے کٹا جاتا ہے،ان وجوہات کی وجہ سے قرض دینے کا بڑا ثواب ہے۔

نبی کریم ﷺ جب جنت میں داخل ہو گئے تو ملاحظہ فرمایا کے جنت میں زمین کی مٹی مشک خالص کی ہے اور کنکر موتی کے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کے جو جنت میں جائے گا ہمیشہ نعمت میں رہے گا کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوگی اور اس کا قیام جنت میں ہمیشہ رہے گا کبھی موت نہیں آئیگی، کپڑے پرانے نہیں ہو نگے ،جوانی ختم نہ ہوگی،حضورؐ نے پھر محلوں کو دیکھا طرح طرح کے محلات تھے ان میں کوئی محل موتی کا تھا کوئی زمرد کا کوئی سونے کا تھا۔محلوں کے سامنے نہریں بہہ رہی تھیں ان نہروں کے کنارے سونے اور چاندی کے تھے اور ان میں کنکر موتی اور یاقوت تھے۔ان نہروں میں ایک پانی کی نہر،ایک دودھ کی نہر،ایک شراب کی نہر،ایک تسنیم کی نہر،ایک شہد کی نہر،ایک سلسبیل کی نہر،اور ایک کوثر کی نہر تھی۔اور وہاں پر خوبصورت حوریں تھیں،طرح طرح کے میوے کے درخت تھے جن میں ایسے پھل لٹک رہے تھے جن کو کسی آنکھ نے دیکھے بھی نہ ہونگے۔غرض جنت کے ہر درخت پر عجیب بہار تھی ان پر خوش آواز پرندوں کا چہچہانا اور لطف بڑھا رہا تھا۔

حضور اکرم ﷺ نے ایک خوبصورت محل دیکھا اور جبرائیل سے پوچھا یہ محل کس کا ہے۔ جبرائیل نے کہا یہ محل حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ہے۔اسکے بعد حضرت عمر کا محل دیکھا جو سرخ یاخوت کا تھا اور اس کے نیچے نہر جاری تھی اور کنارے پر ایک حور بیٹھی تھی۔میں اندر جانا چاہا مگر مجھے حیاء آئی اور میں اندر نہیں گیا۔

ایک روایت ہے کے حضور اکرم ﷺ جب جنت میں قدم مبارک رکھا حضور اکرم ﷺ کو کسی کے چلنے کی آواز آئی حضور اکرم ﷺ نے جبرائیل سے پوچھا یہ کس کے چلنے کی آواز ہے۔ جبرائیل نے کہا یہ حضرت بلالؓ کی ہے۔ جب حضور اکرم ﷺ واپس مکہ آئے تو حضرت بلالؓ سے پوچھا تم ایسا کیا عمل کر تے ہو جس کے بدلے میں اللہ تعالی نے تمہیں یہ نعمت بخشی ہے؟ حضرت بلالؓ نے فرمایا میں جب بھی وضو کرتا ہوں دو رکعت تحتہ الوضو پڑھ لیتا ہوں۔ دو رکعت تحتہ الوضو پڑھنا مہدویوں کا خاصہ ہے۔ مہدی موعود علیہ وسلام نے فرمایا ہے کے جو وضو کرنے کے بعد دو رکعت تحتہ الوضو نہیں پڑھتا وہ دین کا بخیل ہے۔

اسکے بعد نبی کریم علیہ السلام کو سدرۃ المنتہٰی کی طرف اُٹھایا گیا اور جبرئیلؑ میرے ساتھ سدرۃ المنتہٰی کی طرف چلے۔ سدرۃ بیری کے درخت کو کہتے ہیں اور انتہی کا مطلب یہ ہے کہ اس مقام پر مخلوق کے تمام اعمال و علوم ختم ہو جاتے ہیں۔ اور امر الٰہی نزول فرماتا ہے۔ اور احکام خداوندی حاصل کئے جاتے ہیں اور امام الانبیاء کے سوا کسی اور میں طاقت نہیں ہے کہ اس جگہ سے آگے جاسکے۔ جب جبرئیلؑ فرشتوں کے رسول ہونے کے باوجود اس جگہ سے آگے نہ جاسکے تو پھر کسی اور کی کیا مجال ہے کہ وہاں سے آگے جائے۔ بیری کے اس درخت کے پتوں، شاخوں اور اس کے طول و عرض اور اس کے سایہ کی مسافت ہزاروں میل کی ہے۔ اس کا ہر پتہ ہاتھی کے کانوں سے بھی بڑا ہے اس کے ہر پتے اور شاخ پر ایک فرشتہ بیٹھا رہتا ہے جو اللہ کی حمد وثناء کرتا رہتا ہے۔ (مسلم جلد اص صفحہ ۹۱، بخاری جلد ا صفحہ ۵۴۹، مشکوٰۃ صفحہ ۵۲۷)

اسی مقام پر جبرئیلؑ اپنی حقیقی صورت میں نبی کریم ﷺ کے سامنے آئے۔ نبی کریم ﷺ نے جبرئیلؑ سے پوچھا کیا یہ میری آخری منزل ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا نہیں یہ میری آخری منزل ہے اس سے آگے گیا تو میں تجلیات الٰہی سے جل جاؤں گا۔ مگر آپ کی منزل مقصود کا کچھ حصہ ہی طئے ہوا ہے۔

پھر نبی کریم ﷺ نے جبرئیلؑ سے فرمایا تمہاری کوئی تمنا اور خواہش ہو تو کہو۔ جبرئیلؑ نے کہا آقا بس ایک تمنا ہے کہ آپ کی امت جب پل صراط سے گزرے تو اللہ تعالیٰ مجھے اپنے پر بچھانے کی اجازت دے تاکہ آپ کی امت آسانی سے پل صراط پار کرسکے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔
(المواہب صفحہ ۳۴۶، نزہت المجالس جلد ۲ صفحہ ۱۴۴)

اسکے بعد رسول کریم ﷺ آگے بڑھنے لگے حضور کے ایک قدم سے پانچ سو سال کا فاصلہ طئے ہو جاتا تھا۔ پھر آواز آئی یا محمد ﷺ قیامت کا غم اور فکر نہ کرو جس طرح تم نے پانچ سو سال کا راستہ ایک قدم سے طئے کر لیا اسی طرح حشر کا پچاس ہزار سال کا دن بھی تمہارے ایک اشارے پر آن واحد میں طئے ہو جائے گا۔ پھر حضور وادیٔ لاہوت کو طئے کرتے ہوئے منزل جبروت سے گزرتے ہوئے ملکوت کو عبور کرتے ہوئے ستر ہزار حجابات نور وضیاء کو چاک کرتے ہوئے عرش الٰہی تک پہنچ گئے۔ عرش پاک پر قدم مبارک رکھنے سے پہلے نعلین پاک اتارنے کا ارادہ کیا پھر ایک ندا آئی میرے محبوب نعلین اتارنے کی ضرورت نہیں معہ نعلین کے عرش پر آ جاؤ۔ پھر حضور نے عرض کی اے رب دوجہاں تو نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وادیٔ طور سینا میں داخل ہونے سے پہلے جوتیاں اُتارنے کا حکم فرمایا تھا مگر یہ تو تیرا عرش پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :اس لئے کہ اگر تم نے اپنے نعلین اُتار دیئے تو پھر تم روحانیت اور نور ہی نور رہ جاؤ گے اور پھر تم زمین پر واپس نہ جا سکو گے۔ (جواہر البحار جلد۳ صفحہ ۴۳۰)

پھر حضور آگے بڑھتے بڑھتے تھوڑا رک گئے تو آواز آئی۔ رک کیوں گئے؟ چلے آؤ قریب' قریب اور قریب ایک ہزار بار یہ ندا آئی۔ حضور ہر ندا پر ایک قدم آگے بڑھاتے تو ہر قدم پر ستر ہزار سال کا راستہ طئے کرتے تھے۔ اور پھر فاصلہ سمٹ گیا پردے بھی کھل گئے اور لامکاں کی حدیں ٹوٹ گئیں۔ اور اتنے قریب ہوئے کہ دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا پھر قرب کی کوئی حد باقی نہ رہی پھر حضور نے اپنے دائیں جانب دیکھا تو اپنے رب کو دیکھا اپنے بائیں جانب دیکھا تو اپنے رب کو دیکھا۔ اپنے آگے نظر کی تو رب کو دیکھا اپنے پیچھے نظر پھیری تو اپنے رب کو دیکھا۔ غرض کہ چارو ں طرف تجلیات الٰہیہ کا ہجوم تھا اور درمیان میں ساری کائنات معدوم۔ (نزہت المجالس جلد۲ صفحہ ۱۵۱)

پھر اللہ نے اپنے محبوب سے راز و نیاز' پیار و محبت کی باتیں کی وہ ایسی باتیں تھیں کہ ان کا تصور کرنا بھی محال ہے جو کسی کے وہم و گماں میں بھی نہیں آ سکتیں۔ حضور نے فرمایا کہ ایک ایسا وقت بھی آیا کہ اس وقت نہ کوئی فرشتہ وہاں موجود تھا اور نہ کوئی مرسل صرف میں اور میرا خدا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضور سے پوچھا

کیاتم جانتے ہوکہ آسمان کے فرشتے آپس میں کیوں جھگڑتے ہیں؟ حضور ﷺ نے عرض کیا میرے خدا تو بہتر جانتا ہے۔اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میری پشت پر رکھا کہ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی۔بس پھر کیا تھا زمین وآسمان کے تمام ظاہری وباطنی علوم مجھے حاصل ہو گئے۔اللہ تعالیٰ نے تمام اولین وآخرین کے علوم مجھے عطا کردیئے۔اور میرا دل روشن ہوگیا۔تمام علوم غیب مجھ پر منکشف ہوگئے۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ۷۹،۴۷ترمذی جلد۲صفحہ۴۸۔۴۶ابن ماجہ ۳۰۶،۳۱۰،۳۰۹)

پھر حضور نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ قیامت کے دن میری امت کا حساب مجھ پر چھوڑ دیا جائے۔اللہ کریم نے فرمایا آپ کی اس درخواست سے کیا غرض ہے؟حضور نے عرض کی میں چاہتا ہوں کہ میری امت مجمع عام میں رسواء وشرمندہ نہ ہو۔رب العالمین نے جواب دیا۔تیری امت کا حساب اس طرح لوں گا کہ آپ سے بھی پوشیدہ رکھوں گا۔پھر اللہ نے پوچھا اے محمد کچھ اور مانگو۔حضور نے عرض کیا میری تمام امت کوبخش دو۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تیری امت کا تیسرا حصہ تجھے بخش دیا باقی قیامت کے دن اگر میں تمہاری تمام امت کوبخش دوں تو تمہاری شفاعت تو ظاہر ہو جائے گی میری رحمت کا ظہور نہیں ہوگا۔اس لئے باقی امت کو قیامت تک موقوف کر دیا ہے تاکہ تو شفاعت کرے اور میں اپنی رحمت سے بخش دوں۔اس طرح سات سو بار مجھ سے پوچھا گیا۔کیا چاہتے ہو اور میں ہر بار امت کی بخشش کی التجا کی۔

(خصائص کبریٰ جلد۲صفحہ۲۱۰،مسند امام احمد جلد۵صفحہ۳۹۳)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ سے پھر وہی سوال پوچھا کہ آسمان میں فرشتے کیوں جھگڑتے ہیں؟

اس بار حضور نے عرض کی ہاں میں جانتا ہوں۔اللہ کریم نے فرشتوں سے مخاطب ہوکر فرمایا۔میرا محبوب آیا ہے اس سے اپنی اپنی مشکل حل کرالو۔

(۱) سب سے پہلے اسرافیلؑ نے حضور ﷺ سے پوچھا وہ کون سے کام ہیں یا وہ کون سے اعمال ہیں جن کے سبب اللہ کریم اپنے بندوں کو بخش دیتا ہے؟

(ج) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ تین کام ہیں۔(۱) سردیوں میں وضو کا پورا کرنا (۲) نماز کے وقت جماعت کے لئے پیدل جانا (۳) اور ایک نماز پڑھ کر دوسری کا انتظار کرنا۔

(۲) پھر میکائیلؑ نے پوچھا وہ کونسے کام ہیں جن سے آدمی کے درجات بلند ہو جاتے ہیں؟

(ج) حضور ﷺ نے فرمایا: (۱) بھوکوں کو کھانا کھلانا (۲) لوگوں میں سلام کو عام کرنا (۳) اور راتوں میں جب لوگ سوئے ہوئے ہوں اللہ تعالیٰ کی عبات کرنا، نوافل پڑھنا۔

(۳) جبرئیلؑ نے پوچھا وہ کون سے اعمال ہیں جن سے آدمی کو نجات حاصل ہوگی؟

(ج) حضور نے فرمایا: (۱) ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا (۲) فقر و غنا میں میانہ روی اختیار کرنا (۳) غصہ و نرمی میں عدل و انصاف کرنا۔

(۴) پھر عزرائیلؑ نے پوچھا وہ کون سے کام یا اعمال ہیں جن سے آدمی ہلاک ہو جاتا ہے؟

(ج) حضور ﷺ نے فرمایا: (۱) بخیل کی اطاعت (۲) خواہش نفسانی کی اتباع (۳) اور اپنے آپ کو دوسرے سے اچھا سمجھنا۔ (معارج النبوت رکن ۳ صفحہ ۱۳۷)

ان سوالوں اور جوابات کے بعد جب امام الانبیاء محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے معراج پاک کی آخری منزل آ گئی یعنی واپس جانے کا وقت آ گیا اور حضورِ اکرم ﷺ کی واپسی دیدار خدا پر ختم ہوئی یعنی رسول کریم نے اللہ تعالیٰ کو اپنی سر کی آنکھوں سے اس طرح دیکھا جس طرح ہم اور آپ ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں۔ حضورِ اکرم ﷺ جب اللہ تعالیٰ کا دیدار کر رہے تھے تو اُس وقت حضور کی چشم مبارک نہ بہکی نہ بھٹکی، نہ بے راہ ہوئی اور نہ جھپکی۔ رسول اکرم ﷺ نے دیدار الٰہی کے بارے میں مختلف موقعوں پر مختلف انداز میں ارشاد فرمایا جو کئی احادیث سے ثابت ہے۔ بعض اسلاف نے رویت باری تعالیٰ میں اختلاف کیا ہے مگر اکثر صحابہ کرامؓ، محدثین و مفسرین کا مسلک یہی ہے کہ رسول خدا نے اپنے رب کو چشم سر سے دیکھا ہے۔ مثلاً حضرت ابن عمرؓ ابن عباسؓ کعبؓ ابوذرؓ حسن بصریؒ امام احمد بن حنبلؒ امام نوویؒ وغیرہ مانتے ہیں کہ رسول کریم معراج کی رات اللہ تعالیٰ کو اپنے چشم سر سے دیکھا۔ ان بزرگان دین کا کہنا یہ ہے کہ یہ ناممکن ہے

کہ کوئی دوست کو اپنے گھر دعوت دے کر بلائے جب وہ گھر آئے تو وہ خود چھپ جائے یہ عام لوگوں کے لئے بھی ممکن نہیں ۔ اللہ تعالیٰ تو رحیم' کریم ہے بھلا وہ اپنے محبوب کو بلا کر اس کے سامنے نہ آئے' اپنا دیدار نہ کرائے یہ کیسے ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اس طرح سوچنا بھی ہمارے لئے مناسب نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا دیدار جو آنکھوں سے کر سکتے ہیں صرف اور صرف خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء ہیں۔ اس کے بعد اللہ جس کو چاہے اپنا دیدار کروا سکتا ہے۔

پھر حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے دیدار اور گفتگو کے بعد جب لوٹ رہے تھے یعنی رب کریم سے بظاہر جدائی کا جب لمحہ آیا حضور ﷺ بہت مغموم تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دلجوئی کے لئے اُنہیں اور ان کی امت کے واسطے سورہ بقرہ کی آخری دو آیات نازل فرمائی۔

لِلّٰهِ ما فِیْ السَّمٰوٰتِ وَمَا فِیْ الْأَرْضِ وَإِن تُبْدُواْ مَا فِیْ أَنفُسِکُمْ أَوْ تُخْفُوهُ یُحَاسِبْکُم بِهِ اللّٰهُ فَیَغْفِرُ لِمَن یَشَاءُ وَیُعَذِّبُ مَن یَّشَاءُ وَاللّٰهُ عَلَى کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ o آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَیْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ کُلٌ آمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلآئِکَتِهِ وَکُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لاَ نُفَرِّقُ بَیْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَإِلَیْکَ الْمَصِیْرُ oلاَ یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْساً إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا کَسَبَتْ وَعَلَیْهَا مَا اکْتَسَبَتْ رَبَّنَا لاَ تُؤَاخِذْنَا إِن نَّسِیْنَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلاَ تَحْمِلْ عَلَیْنَا إِصْرًا کَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِیْنَ مِن قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلاَ تُحَمِّلْنَا مَا لاَ طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنتَ مَوْلاَنَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ o

اور پچاس نمازوں کا حکم فرمایا۔ یہ ایک عظیم تحفہ تھا جو پچاس نمازوں کی صورت میں عطا ہوا تھا۔ اگر تسنیم و کوثر کے پانی کے دو چار لاکھ یا کروڑ ڈرم یا جنت کے میوہ جات کے کروڑوں ٹوکرے دے دیئے جاتے تو ان میں سے آج کی امت کے حصہ میں نہ وہ پانی آتا نہ میوے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا تحفہ دیا جو قیامت تک ہر اُمتی کو اس تحفہ کا فیض حاصل ہوتا رہے گا۔ جب رسول کریم واپس لوٹ رہے تھے تو ان کا گزر موسیٰ کلیم اللہ پر ہوا۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اُمت پر کیا فرض کیا؟ حضور نے فرمایا پچاس

نمازیں۔موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔آپ کی اُمت پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی۔ میں اپنی امت پر تجربہ کر چکا ہوں لہٰذا آپ اپنے رب کے پاس واپس جایئے اور نمازوں میں کمی کی درخواست کیجئے۔ پھر حضور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں واپس گئے اور اللہ تعالیٰ سے نمازیں کم کرنے کی التجا کی۔اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کم کی پھر واپس لوٹے تو موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کتنی کم ہوئیں حضور پرنور ﷺ نے فرمایا۔ پانچ کم ہوئیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ بھی زیادہ ہیں اور کم کروایئے حضور پھر اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوکر اور کم کرنے کی درخواست کی۔اللہ تعالیٰ نے اور پانچ نمازیں کم کی اس طرح موسیٰ علیہ السلام کے کہنے پر حضور پانچ پانچ نمازیں کم کراتے گئے یہاں تک کہ صرف پانچ نمازیں باقی رہ گئی۔موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ بھی زیادہ ہیں اور کم کرایئے۔حضور ﷺ نے کہا اب مجھے حیا آتی ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے بار بار نمازیں کیوں کم کروائیں کیا اللہ اور اس کے رسول کو معلوم نہیں تھا کہ امت کے لئے صرف پانچ ہی نمازیں ہیں؟ پھر اللہ تعالیٰ نے پچاس نمازوں کا حکم کیوں دیا اور رسول خدا نے اسے قبول کیوں کیا؟ میرے خیال میں جواب اس کا یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کو پہلے ہی سے معلوم تھا کہ نمازیں صرف پانچ ہی فرض کی گئی ہیں مگر پچاس نمازوں سے پانچ نمازوں تک کم کروانے کی وجہ یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنے کے لئے دعائیں کی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے کہا تھا کہ تم مجھے نہیں دیکھ سکتے۔ کیونکہ مجھے دیکھنے کا حق صرف اور صرف سب سے پہلے خاتمین علیہ السلام کو ہے۔رسول خدا ﷺ اور مہدی موعود علیہ السلام ان کے طفیل میں ان کے بعد اللہ جس کو چاہے اپنا دیدار کرواسکتا ہے۔اس لئے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ کو دیدار کروایا پھر اس کے بعد مہدی موعود علیہ السلام کو اپنا دیدار کروایا۔اللہ تعالیٰ اپنے کسی بھی بندے کی دعاؤں کو رد نہیں کرتا۔ ہر بندے کی دعاؤں کو قبولکرتا ہے اس کی دعاؤں کے بدلے اسے اتنے نیکیاں عطا کرتا ہے کہ قیامت کے دن جب بندہ ان نیکیوں کو دیکھے گا اور حیران ہوکر پوچھے گا یا اللہ میں نے تو یہ نیکیاں نہیں کی تھیں مگر میرے نامہ اعمال یں اتنی زیادہ نیکیاں کہاں سے آئی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیری وہ دعائیں ہیں جو تو مجھ سے مانگتا تھا۔مگر وہ تیرے لئے بہتر نہیں تھی اس

لئے اس کے بدلے میں یہ نیکیاں میں نے تجھ کو دی تو بندہ بولے گا کہ کاش میری کوئی بھی دعا قبول نہیں ہوتی اس کے بدلے میں مجھے یہاں یہ نیکیاں نصیب ہوتی۔ اور اللہ تعالیٰ کبھی کبھی بندے کی دعاؤں کے بدلے میں اس پر آنے والی مصیبتوں کو دور فرماتا ہے۔ اور کبھی اللہ تعالیٰ وہ عطا کرتا ہے جو وہ مانگتا ہے۔ یہ تو عام بندوں کی دعائیں ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول تھے اُن کے ساتھ کلام کرتے تھے بھلا اُن کی دعائیں کیسے رد ہو سکتی تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے رسول خدا ﷺ کے ذریعہ ان کی دعاؤں کو اس طرح سے پورا فرمایا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو سر کی آنکھوں سے صرف اور صرف خاتمین ﷺ ہی دیکھ سکتے ہیں۔ اس لئے موسیٰ علیہ السلام کو سیدھے اپنا دیدار نہیں کروایا۔ بلکہ رسول خدا ﷺ کی آنکھوں میں جو اللہ تعالیٰ کا نور ہے جو انہوں نے اپنی سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ وہی نور موسیٰ علیہ السلام کو دکھایا گیا۔ مثلاً اگر سورج گہن ہو تو کوئی بھی اپنی ننگی آنکھ سے نہیں دیکھتا۔ اگر دیکھے گا تو آنکھ کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ مگر دوربین کے ذریعہ وہ سورج گہن دیکھ سکتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کو بھی سوائے خاتمین ﷺ کے کوئی بھی سر کی آنکھوں سے دیکھ نہیں سکتا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے رسول خدا ﷺ کے ذریعہ موسیٰ علیہ السلام کو اپنا دیدار کروایا۔ جیسے کہ میں پہلے ہی تحریر فرما چکا ہوں کہ نمازیں پچاس سے گھٹا کر پانچ کروانے میں منشاء یہی تھا کہ جب بھی رسول خدا ﷺ اللہ تعالیٰ کا دیدار کر کے موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آئے تو موسیٰ علیہ السلام رسول خدا ﷺ کی آنکھوں سے خدا کا دیدار کر لیں۔ اللہ تعالیٰ نے رسول خدا کے ذریعہ موسیٰ علیہ السلام کو اپنا دیدار کروا کے ان کی دعاؤں کو قبولیت بخشی۔ اس طرح امت پر پانچ نمازیں فرض ہوگئی مگر اللہ تعالیٰ اس کا اجر پچاس نمازوں کا باقی رکھا جو رب کریم کا بہت بڑا فضل ہے۔

الغرض شب اسریٰ کے دولہے ایوانِ قضا وقدر کی سیر' کائنات سماوی کا ملاحظہ' لوح وقلم کا مشاہدہ کر کے اپنی چشم بصیرت سے ذات خداوندی کو دیکھ کر واپس آئے تو زنجیر ہل رہی تھی۔ وضو کا پانی بہہ رہا تھا اور بستر بھی گرم تھا۔ اگر کوئی بے عقل' بے وقوف سوال کرے کہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ نبی پاک گئے بھی آئے بھی' اتنا عرصہ گزر گیا اور پھر زنجیر بھی ہلتی تھی' وضو کا پانی بھی بہہ رہا تھا اور بستر بھی گرم تھا۔ تو اس کا آسان

جواب یہ ہے کہ انسان کی آنکھ دیکھتی ہے' کان سنتے ہیں' زبان بولتی ہے' پاؤں چلتے ہیں' جسم کا ہر حصہ اپنا اپنا کام کرتا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ انسان کے جسم میں روح موجود ہے اگر جسم سے روح نکل جائے تو سارا جسم اپنا اپنا کام کرنا بند کردے گا۔ نہ آنکھ دیکھ سکے گی نہ کان سن سکے گا' نہ زبان بول سکے گی' ہاں اگر جسم میں کچھ دیر بعد روح واپس آجائے تو وہی بے حس جسم حرکت میں آجائے گا' آنکھ دیکھنے لگے گی' کان سن سکیں گے' اور زبان بول سکے گی' اسی طرح یہ پوری کائنات ایک جسم ہے اور سید المرسلین اس کی روح ہے۔ معراج کی رات اس کائنات کے جسم سے روح نکل گئی۔ ہر جزو کائنات بے حس وحرکت ہوگیا۔ آسمان کی گردش رک گئی۔ زمین کا گھومنا بند ہوگیا۔ سورج طلوع نہ ہوسکا۔ رات ختم نہ ہوسکی' دروازہ کھول کر کوئی باہر نکلے تو کنڈی کی زنجیر کم ازکم تین چار بار تو ضرور ہلتی ہے اور اِدھر اُدھر ہوتی ہے۔ حجرہ اُم ہانی ؓ کا دروازہ کھلا' کنڈی کھلی' زنجیر ایک دو بار ہی ہلی تھی اور ایک دو بار ہلنا باقی تھا کہ روح کائنات نکل گئی اور زنجیر ہلنے سے رک گئی۔ وضو کا پانی بہنے سے ٹھیر گیا۔ بستر کم ازکم دس منٹ تک تو گرم رہتا ہے ابھی کچھ سکینڈ بھی نہ گزرے تھے روح کائنات نکل گئی پھر تھوڑی دیر بعد واپس لوٹی تو زنجیر بھی ہلنے لگی وضو کا پانی پھر بہنے لگا اور بستر بھی گرم ہی تھا۔

نبی کریم ﷺ کے جانے اور آنے میں کچھ وقت لگا تو اس کو تسلیم کرنے میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ قرآن پاک میں ہے قیامت کا ایک دن پچاس ہزار سال کا ہوگا۔ لیکن پچاس ہزار سال کا یہی دن اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے لئے پلک جھپکنے کے مانند ہوگا۔ اور قرآن مجید میں اصحاب کہف کے بارے میں فرمایا کہ وہ لوگ غار میں تین سو نو سال رہے لیکن جب ان سے پوچھا گیا تو وہ کہنے لگے آدھا دن یا ایک دن وہ غار میں سوتے رہے' تو جب اللہ تعالیٰ پچاس ہزار سال کو پلک جھپکنے اور تین سو سال کو آدھا یا ایک دن کرسکتا ہے تو شب معراج کے واقعہ کو کچھ منٹوں میں کیوں نہیں کرسکتا؟

بہرحال شب اسریٰ ختم ہوئی حضور گئے بھی اللہ تعالیٰ سے ملاقات بھی کی' دیدار سے بھی مشرف ہوئے۔ اور نمازوں کا تحفہ لے کر آ بھی گئے اور اپنے صحابہؓ کے ساتھ فجر کی نماز بھی پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے معراج کا واقعہ بیان کرنے کی اجازت بھی طلب کی اور اللہ تعالیٰ نے جبرئیلؑ کے ذریعہ اجازت دے بھی

دی۔اور صبح کو جب گھر سے نکلے تو دیکھا ایک لونڈی کو پشت پر آٹے کی بھاری گٹھری ہے اور وہ رو رہی ہے۔ حضور ﷺ نے پوچھا کیوں رو رہی ہو؟ اس نے جواب دیا میں فلاں یہودی کی لونڈی ہوں اس نے مجھے چکھی پر دانے پسوانے کے لئے بھیجا ہے حالانکہ میں بیمار ہوں اور میں ڈرتی ہوں کہ وہ مجھے مارے گا۔ حضور نے فرمایا چل میں تیرے ساتھ چلتا ہوں تیری سفارش کروں گا۔ وہ تجھے نہیں مارے گا۔ نبی اکرم ﷺ نے اُس کا بوجھ اُٹھالیا اور تیز تیز چلنے لگے۔ لونڈی نے کہا آپ تو تیز چلتے ہیں مجھ میں تیز چلنے کی قوت نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میری چادر پکڑ لے تا کہ تو بھی تیز چل سکے۔

امام الانبیاء لونڈی کو لے کر اس یہودی کے پاس پہنچے وہ دیکھ کر حیران ہوا اور پوچھا کیوں آئے ہو؟ حضورؐ نے فرمایا اس لونڈی کی سفارش کرنے آیا ہوں۔ نبی کریم ﷺ کو حیرت سے دیکھتے ہوئے یہودی نے پوچھا اے محمدؐ کیا رات آپ کو معراج ہوئی ہے؟ حضور نے فرمایا ہاں۔ مگر تو نے کیسے جان لیا؟ یہودی نے حضور کو بٹھایا اور قوم کو اکھٹا کیا اور کہا۔ تورات۔ میں تمہاری نعت اس طرح پڑھی ہے کہ آخری رسول کی نشانی یہ ہوگی کہ رات کو اسے معراج ہوگی اور صبح کو لونڈیوں کے بوجھ اٹھائے گا۔ یہودی نے سارے واقعہ کو اس پیارے انداز میں بیان کیا کہ اس کی قوم کے بہت سے لوگ نبی کریم ﷺ پر ایمان لے آئی۔ اس کے بعد حضور واپس کعبہ شریف کے اندر حطیم میں میزاب رحمت کے نیچے کھڑے ہوئے اور صحابہ اور قریش کے لوگوں کو معراج کا واقعہ بیان کرنے لگے کہ آج رات میں بیت المقدس تک گیا اور مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء کرام کو نماز پڑھا کر پھر آسمانوں کی سیر کرتا ہوا سدرہ کی وادی کو عبور کرتا ہوا سینکڑوں قسم کے عجائبات کا نظارہ کرتے ہوئے ہزاروں حجابات کو چاک کرتا ہوا ایوان قدس تک جا پہنچا۔ اور پھر اپنے رب کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ ابو جہل بھی جو قریش کے لوگوں کے ساتھ بیٹھا سن رہا تھا وہ کہنے لگا میری عقل نہیں مانتی یہ کیسے ممکن ہے کہ یہ سب کچھ ایک ہی رات میں ہو جائے۔ آج بھی جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہماری عقل نہیں مانتی کہ وہ آن واحد میں کیسے گئے اور کیسے آئے۔ یہ ابو جہل کے ہم خیال ہی ہیں۔

پھر ابو جہل کفار مکہ کو جمع کر کے حضرت ابو بکر صدیق ؓ کے گھر گیا اور حضرت ابو بکر صدیق ؓ سے

مخاطب ہوکر کہا تمہارا نبی تمہارا دوست یہ کہتا ہے کہ وہ رات میں بیت المقدس گیا اور وہاں آسمان کی سیر کی جنت' دوزخ کا نظارہ کیا اور اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا کیا تم یہ بات مانتے ہو۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا۔ اگر تم جو کہہ رہے ہو وہ حضور اکرم ﷺ نے کہا ہے تو بے شک میں ان سبھی چیزوں کی تصدیق کرتا ہوں اگر وہ اس سے بھی کوئی بعید العقل بات فرمائیں میں اس بات کی بھی تصدیق کرتا ہوں۔ حضرت ابوبکر وہاں سے رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور ﷺ سے پوچھا کہ کل رات آپ کو معراج ہوئی حضور نے کہا ہاں۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا میں اس بات کی تصدیق کرتا ہوں کہ آپ نے جو جو بھی کہا وہ سچ ہے اور اس پر میں ایمان لاتا ہوں تو حضور نے خوش ہو کر حضرت ابوبکرؓ کو صدیق کے خطاب سے نوازا۔ اس کے بعد ابوجہل اور دوسرے قریش کے لوگ دوبارہ حضور کی خدمت میں آکر عرض کیا اگر آپ کچھ نشانیاں بتائیں۔ تاکہ ہم آپ کی بات پر یقین کریں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے بیت المقدس کے راستے میں دیکھا فلاں قبیلہ کا ایک فاصلہ پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا میرے براق کے ٹاپوں کی آواز سے ان کے اونٹ بدک گئے اور بھاگ کھڑے ہوئے ان اونٹوں میں سے ایک اونٹ گم ہوگیا تو میں نے انہیں آواز دے کر کہا تمہارا اونٹ فلاں جگہ ہے جا کر لے آؤ۔ بیت المقدس سے واپسی پر ایک اور کارواں کو دیکھا جو آرام کر رہا تھا۔ وہاں پانی کے برتن رکھے ہوئے تھے جن کے منہ بند تھے۔ مجھے پیاس لگی تو میں نے ایک برتن میں سے پانی پیا اور اس برتن کا منہ بند کر دیا وہ قافلہ ''تمیم'' تک پہنچا ہوگا اور مکہ آنے والا ہے اس قافلہ کی پہچان یہ ہے کہ قافلے کے آگے جو اونٹ ہے وہ مٹیالے رنگ کا ہے۔ اور اس پر دو جھولیں پڑی ہوئی ہیں ایک کالی اور دوسری سفید ان نشانیوں کو سننے کے بعد لوگ اس قافلہ کا انتظار کرنے لگے جب وہ قافلہ واپس آیا تو قریش کے لوگوں نے دیکھا کہ جیسا حضور ﷺ نے فرمایا تھا ویسا ہی سب کچھ پایا۔ اور بعد میں دوسرا قافلہ بھی آپہنچا اس قافلہ کے بارے میں بھی حضور نے جو کچھ کہا تھا وہ سب کچھ سچ نکلا۔ پھر بھی شرارتی کفار نے حضور ﷺ سے بیت المقدس کے بارے میں دریافت کرنے لگے کہ بیت المقدس کی دیواریں کتنی ہیں اور کیسی ہیں اس کے مینار کتنے اور کیسے ہیں اور اس کے دروازے کتنے اور کیسے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ حضور اکرم ﷺ نے

بیت المقدس میں صرف چند لمحے ہی گذارے تھے حضور ﷺ نے یہ سب کچھ غور سے دیکھا تو نہیں تھا جو قریشِ مکّہ کے سوالوں کے جوابات دے سکیں پھر بھی حضورؑ نے قریش مکّہ والے جو کچھ بھی پوچھتے تھے اُسکے صحیح صحیح جواب دیتے تھے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو حضور ﷺ کے سامنے کر دیا تھا اور حضورؐ اسے دیکھ دیکھ کر ان کے سوالوں کا جواب دے رہے تھے۔ بیت المقدس کو اٹھا کر حضور اکرم ﷺ کے سامنے لانا کوئی محال چیز نہیں ہے۔اس لئے کہ قرآن شریف میں آیا ہے کہ بلقیس کا سات سومن کا وزنی چالیس گز چوڑا اور ستر گز لمبا تخت سات سومیل کے فاصلہ سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی آنکھ جھپکنے سے پہلے لاکران کے سامنے رکھا جاسکتا ہے تو بیت المقدس کیوں نہیں؟ اللہ تعالی قادرِ مطلق ہے۔رب العالمین ہے بڑی قدرت اورقوت رکھنے والا ہے وہ اپنے محبوب پاک کے لئے مسجد اقصیٰ کو اٹھا کر مکہ مکرمہ کیوں نہیں لاسکتا۔اسی کے ساتھ ہی معجزہ معراج ختم ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

حٰمٓ o وَالْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ o اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَکَةٍ اِنَّا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ o فِیْهَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ o (سورہ دخان آیت ۱ تا ۴)

شب براءت

شب برات بڑی ہی متبرک رحمتوں بھری رات ہے یہ دوزخ سے نجات کی رات ہے۔ حضرت رسول کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں بزرگ جانو اس شب (شب برات) کو کہ وہ پندرھویں شب شعبان کی ہے کہ اترتے ہیں اس میں فرشتے رحمت کے اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے ان لوگوں پر جو اس رات عبادت کرتے ہیں یہ بڑی بزرگی والی رات ہے جو اس رات کو عبادت کرتا ہے اس کے صغیرہ و کبیرہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو اس رات کو عبادت کرتا ہے اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد اس کو ہر روز قیامت تک ثواب عطا فرماتا ہے۔

حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں نصف شعبان کی رات جب میں نیند سے بیدار ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کو بستر پر نہ پایا تو میں نے خیال کیا آپ ﷺ کسی دوسری زوجہ کے پاس تشریف لے گئے ہوں۔ میں اٹھ کر آپ کو گھر میں تلاش کرنا شروع کیا تو میرا ہاتھ آپ کے مبارک قدموں پر جا پڑا۔ آپ سجدے کی حالت میں تھے۔ چنانچہ میں نے آپ کی دعا سن لی جو دعا آپ کر رہے تھے وہ یہ ہے۔ ''یا اللہ میرے ظاہر و باطن نے تیرے لئے سجدہ کیا اور میرا دل تجھ پر ایمان لایا میں تیرے انعامات کا معترف ہوں بس مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ میں تیرے عفو کے ساتھ تیرے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں تیری رحمت کے ساتھ تیرے عذاب سے پناہ کا طالب ہوں۔ تیری امن کے ساتھ تیرے غضب سے پناہ چاہتا ہوں۔ اور تیرے کرم کے ساتھ تیرے عذاب سے پناہ چاہتا ہوں میں کما حقہ تیری تعریف نہیں کر سکتا تو ایسا ہی ہے جیسے تو نے خود اپنی تعریف بیان فرمائی''۔

جب آپ سجدے سے اٹھے تو میں نے دیکھا آپ کے پاؤں مبارک پھول گئے تھے۔ میں آپ کی

طرف دیکھی اور کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کی وجہ سے آپ کے اگلے اور پچھلوں کے گناہ معاف نہیں کر دئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

ایک روایت میں ہے کہ فرشتوں کی آسمان میں عید کی دو راتیں ہیں جس طرح مسلمانوں کے لئے زمین پر دو عیدیں ہیں۔ فرشتوں کی دو عیدیں شب برات اور لیلۃ القدر ہیں اور مسلمانوں کی عیدیں عید الفطر اور عید الضحیٰ۔ فرشتوں کی عیدیں رات کو ہوتی ہیں اور مسلمانوں کی عیدیں دن کو ہوتی ہیں۔ فرشتے ان کی عیدیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے مناتے ہیں اور ہم مسلمان اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے عبادت کرنے کے بجائے ناچ گانوں میں اپنا تمام وقت ضائع کرتے ہیں۔ اس لئے ہم کو بھی چاہئے کہ ان مبارک دنوں میں اللہ تعالیٰ کی جتنی ہو سکے عبادت کرے۔ تسبیح وتہلیل کرے اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کریں ساتھ میں فرشتوں کی جو عیدیں ہیں وہ ہمارے لئے بھی بڑی متبرک ہے۔ ملائکہ کی پہلی عید کی رات شب برات ہے اور دوسری عید کی رات شب قدر ہے۔ ان راتوں کو تمام ملائکہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتہلیل اس طرح کرتے ہیں اگر کوئی عام انسان زندگی بھر میں ایک بار بھی اس طرح خشوع وخضوع سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے سب ہی گناہ معاف کرتے ہوئے جنت میں داخل کر دے۔ مگر ہم لوگ عید کے دن عبادت کرنا تو دور گناہوں میں اس طرح ملوث ہو جاتے ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا ڈر خوف بھی باقی ہی نہیں رہتا نہ اس دن نمازیں ہی وقت پر پڑھی جاتی ہیں۔ نہ ذکر میں دل لگتا ہے۔ مسجدیں ویران نظر آنے لگتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں عید کا تحفہ دیا بجائے اس کا شکر ادا کرنے اس کی عبادت کرنے اور اس کو راضی کرنے کے بجائے ہم لہو لعب میں اپنا دن گزارتے ہیں۔ اللہ ان گناہوں سے محفوظ رکھتے ہوئے ہمیں شب برات کی تمام نعمتیں اور رحمتیں عطا فرمائے اور گناہوں کی بخشش کرتے ہوئے صراط مستقیم پر چلائے۔

حضور اکرم ﷺ نے بی بی عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا۔ سورہ دخان کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

حمٓ o وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ o اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ o فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ o

''ہمارے حکم سے اس رات میں ہر حکمت والا کام بانٹ دیا جاتا ہے۔ یعنی شب برات میں جملہ احکام رزق،

تمام سال کے حوادث تقسیم کر دئے جاتے ہیں اور ہر کام کے فرشتوں کو ان کی تعمیل پر متعین کر دیا جاتا ہے“۔

حضور اکرم ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے فرمایا تم جانتی ہو اس رات میں اس سال کا ہر پیدا ہونے والا اور مرنے والا شخص کا نام لکھا جاتا ہے اور ان لوگوں کے اعمال ان کے رب کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں۔ اور ان کا رزق اتارا جاتا ہے۔ (بیہقی شریف)

ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا ہے اس رات بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر دوزخیوں کو نجات حاصل ہوتی ہے۔ اس رات کو اللہ تعالیٰ غروب آفتاب سے لے کر فجر تک دنیاوی آسمان پر نزول فرما کر ارشاد فرماتا ہے۔ ہے کوئی اس رات مجھ سے بخشش طلب کرے میں اُسے بخش دوں۔ ہے کوئی اس رات مجھ سے روزی طلب کرے میں اُسے روزی عطا کروں۔ ہے کوئی اس رات مجھ سے شفاء طلب کرے میں اُسے شفاء کامل عطا کروں۔ ہے کوئی اپنے گناہوں کی توبہ کرے میں اس کے گناہوں کو معاف کروں۔ نیز جس کسی بندے کی جو بھی حاجت ہے میں اُسے پورا کروں گا۔ مگر میں ان لوگوں کی دعائیں قبول نہیں کرتا جو شراب پر اصرار کرتے ہیں اور جو زنا پر اصرار کرتے ہیں۔ جو بے شرمی اور بے حیائی کے کاموں پر اصرار کرتے ہیں۔ جو خونی رشتوں سے بغیر کوئی شرعی عذر کے قطع تعلق کرتے ہیں جو والدین کی نافرمانی کرتے ہیں۔ (بیہقی، ابن ماجہ، جلد۔ ا، ص ۳۹۸، ۳۹۹)

مختلف احادیث میں مختلف گناہوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ مگر مضمون کی طوالت کے خوف سے صرف والدین کی نافرمانی کے بارے میں کچھ روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔

والدین کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ ”اور تیرے رب نے حکم دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت مت کرو اور اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ اگر تمہارے پاس ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں کبھی اف بھی نہ کہو اور یوں دعا کرو کہ اے میرے رب ان دونوں پر رحمت نازل فرما جیسا کہ انہوں نے مجھے بچپن میں میری پرورش کی“

بہت سے مفسرین کے نزدیک ”اف“ سے مراد ایسا کلمہ کہنا جس سے والدین کو ناگوار

گذرے۔ یہاں تک کہ والدین کی کوئی بات سن کر اس طرح لمبا سانس لینا جس سے ناگواری کا اظہار ہو۔ پس والدین سے گفتگو کرتے ہوئے عاجزی اور ادب کا ہر دم لحاظ رکھے اور جس طرح خطا کار غلام نرمی اور لجاجت سے بات چیت کرتا ہے اس طرح ماں باپ سے بات چیت کرے۔

حدیث شریف میں آتا ہے رسول خدا ﷺ نے فرمایا جو کوئی اپنے والدین کے چہرے پر محبت سے نظر ڈالے تو اس کو ہر نگاہ کے بدلے ایک مقبول حج کا ثواب ملتا ہے۔ایک صحابی نے پوچھا حضور ﷺ اگر میں دن بھر میں ایک سو مرتبہ محبت سے دیکھوں تو مجھے سو حج کا ثواب ملے گا تو حضور ﷺ نے فرمایا ہاں اگر تم سو بار محبت کی نظر اپنے والدین پر ڈالو گے تو تمہیں سو مقبول حج کا ثواب ملے گا۔ایک اور جگہ حضور نے فرمایا کہ ’’جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے‘‘ دوسری جگہ فرمایا ’’رب کی رضا والد کی رضا میں ہے رب کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے‘‘ سچ تو یہ ہے کہ اولاد اپنے والدین کی جتنی خدمت کرے ان کے احسانات کا حق ادا نہیں کرسکتی۔ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا باپ اور بیٹے کی محبت میں کتنا فرق ہے؟ بزرگ نے فرمایا جب بیٹا بیمار ہو لاعلاج مرض میں مبتلا ہو تو باپ اس کی درازی عمر کے لئے رو رو کے دعائیں کرتا ہے۔اس کے بس میں ہو تو اپنی بقیہ زندگی کے ایام اپنے بیٹے کو دے کر خود موت کی آغوش میں چلا جاتا ہے۔لیکن جب باپ لاعلاج مرض میں مبتلا ہو تو بیٹا مایوس ہو کر خدا سے دعا مانگتا ہے یا اللہ! میرے بوڑھے باپ کو اپنے پاس بلالے۔

یہ تو آج کے معاشرے کا حال ہے۔آیئے اب آپ کے سامنے ہمارے بزرگان دین کے کچھ سبق آموز دو واقعات پیش کرتا ہوں جس کو پڑھ کر قارئین انشاءاللہ کچھ سبق حاصل کریں گے۔

ایک مرتبہ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے یوسفؑ کے گھر تشریف لائے تو وہ استقبال کے لئے کھڑے نہ ہوئے۔اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کی طرف وحی بھیجی کہ آپ نے اپنے والد کے ادب میں کمی کی مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں آئندہ تمہاری اولاد کو نبی پیدا نہیں کروں گا۔ یہ واقعہ سبق حاصل کرنے کیلئے کافی ہے ۔(احیاء العلوم، سیرت النبی از علامہ شبلی نعمانی)

حضرت بایزید بسطامیؒ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے جو بھی مراتب عطا کئے وہ میری والدہ

کی دعاؤں کا صدقہ ہے۔کسی نے پوچھا وہ کیسے؟ فرمایا بچپن میں ایک مرتبہ رات میں والدہ نے مجھ سے پانی مانگا۔ جب تک میں پانی لے کرآیا والدہ سو چکی تھی۔میں پیالہ ہاتھ میں لے کر ساری رات کھڑا رہا۔سردی اتنی تھی کہ سارا جسم کپکپا رہا تھا۔جب والدہ کی آنکھ کھلی اورانہوں نے مجھے یوں پانی لئے کھڑے انتظار کرتے دیکھا تو بہت خوش ہوئیں اور بہت ساری دعائیں دی۔ان دعاؤں کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ولایت کے دروازے کھول دئے۔(تذکرۃ الاولیاء)

بس ہم کو چاہیئے کہ والدین کی خدمت میں کوتاہی نہ کریں دل سے ان کی خدمت کر کے دنیاوی واخروی نعمتیں حاصل کریں۔اس مبارک رات میں اللہ تعالیٰ سے دعا کریں اور گزرے ہوئے گناہوں کی توبہ کریں اورایک نیک انسان بننے کی کوشش کریں۔یہ اتنی مبارک رات ہے کہ اس رات کواس سال پیدا ہونے والے اورمرنے والوں کے نام کا فیصلہ ہوجاتا ہے۔اس رات کوکس کوکتنی روزی ملے گی اورتمام سال رونما ہونے والے واقعات کواللہ تعالیٰ ان فرشتوں کے حوالے کردیتا ہے جوان پر مامور رہتے ہیں اورگزرے ہوئے سال کا اعمال نامہ محفوظ کردیا جاتا ہے۔جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کئے جائیگا۔اس لئے ہم کوچاہیئے کہ اس مقدس رات کا استقبال کرتے ہوئے روزے رکھیں،غریبوں کی امداد کریں،ذکرواذکار کریں،قرآن شریف کی تلاوت کریں،جوفرض نمازیں ہم سے چھوٹ گئی ان کی قضا کریں۔رسول خدا ﷺ اس رات جنت البقیع جاکراپنے عزیزوں کے لئے دعائے مغفرت طلب کرتے تھے۔تو ہم کوبھی چاہیئے کہ اس رات کوحظیروں کوجاکر بزرگان دین سے فیض حاصل کریں اوراپنے رشتے داروں اورلواحقین کی قبروں پر جاکرمغفرت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں اورعبرت حاصل کریں کہ کیسے کیسے لوگ اس منوں مٹی کے نیچے اپنے قبروں میں آرام فرمارہے ہیں یا عذاب میں مبتلا ہیں۔آپ کی ایک وقت فاتحہ کے منتظر ہیں تاکہ ان کاعذاب کچھ کم ہو۔یہی وقت ہے اپنے اعمال کا محاسبہ کریں اور یہ فانی دنیا کی محبت کوٹھوکر مار کر اللہ،رسول ﷺ اورمہدی موعودعلیہ السلام کے بتائے ہوئے راستے پر گامزن ہوکراللہ تعالیٰ کی زیادہ سے زیادہ عبادت کریں اور برائیوں کے راستے کوترک کرکے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش کی دعا کریں۔اورشریعت

کی پابندی کرتے ہوئے اپنے اسلاف کے طریقت پر چلنے کی کوشش کریں۔اور مہدی موعود علیہ السلام کے احکام پر زیادہ سے زیادہ عمل کرنے کی کوشش کریں۔

اس رات کو رسول خدا ﷺ جو عمل کرتے تھے ان میں چند ایک عرض کرتا ہوں اس رات نبی کریم ﷺ نوافل ادا کرتے تھے۔قرآن شریف کی تلاوت کرتے تھے' اپنے اور اپنے امتیوں کی بخشش کے لئے دعائیں کرتے تھے۔اور خاص طور پر سورہ توبہ' سورہ اخلاص' سورہ فلق' سورہ ناس چودہ چودہ مرتبہ پڑھا کرتے تھے۔ہم کو بھی چاہئے کہ اس رات حظیروں کو جائیں' قرآن شریف کی تلاوت کریں' جو نمازیں قضا ہوگئی ہیں وہ ادا کرے۔ذکرواذکار کریں' اور اپنے اور اپنے رشتہ داروں اور دوست احباب کے لئے سجدہ میں جا کر رورو کے دعائیں کریں۔نبی کریم ﷺ سجدہ میں یہ دعا کرتے تھے اور بی بی عائشہ ؓ کو بھی یہی دعا سکھائی تھی۔

اعوذ بعفوک من عقابک واعوذ برمناک من سخطلک واعوذبک منک جل ثناؤک لا احصی علیک انت کما اثنیت علی نفسک

ترجمہ: میں تیرے عفو کے ساتھ تیرے عذاب سے پناہ چاہتا ہوں تیری رضا کے ساتھ تیرے غضب سے پناہ چاہتا ہوں اور تیرے کرم کے ساتھ تیرے عذاب سے پناہ چاہتا ہوں میں کما حقہ تیری تعریف نہیں کرسکتا تو ایسا ہی ہے جیسے تو نے خود اپنی تعریف کی۔

اس متبارک رات کو زیادہ سے زیادہ نیکیاں کمانے کی کوشش کرنا چاہیئے اور گناہوں میں مبتلا نہیں ہونا چاہیئے بعض ناشعور لوگ اس رات آتش بازی' گانے بجانے' ہوٹلوں، چوراہوں پر دوستوں کے ساتھ بیٹھ کر لوگوں کی غیبتیں' جھوٹ' دل آزاری' ہنسی مذاق نہ جانے کن کن گناہوں میں مشغول رہتے ہیں۔اس سے بہتر ہے کہ عبادت نہیں کرسکتے تو گھروں کو جا کر سو جائیں تا کہ گناہوں سے تو محفوظ رہیں گے۔

قوم مہدویہ میں شب برات کے تعلق سے کوئی مخصوص عبادت کا تصور نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ مہدی موعود علیہ السلام اور ان کے خلفاء وصحابہ کے لئے ہر رات شب برات وشب قدر جیسی تھی وہ لوگ کبھی بھی وقت غافل دنیا میں نہیں رہتے تھے۔وہ تو آٹھ پہر شریعت کی پابندی کے ساتھ رسول کریم کی سنت کو عملی جامہ

پہنا کرنمازوں اورذکرواذکارمیں مصروف رہتے تھے۔اس لئے ان لوگوں کے لئے شب برات عبادت کے لئے مخصوص نہیں تھی۔مگر ہمارے لئے صرف دو یا تین راتیں مخصوص ہوگئی ہیں جس میں ہم ریاکاری سے بھرپورعبادت کرکے (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ پراحسان کرتے ہیں۔ہمیں فرائض اور واجبات کاعلم ہے نہ حرام اورحلال کی تمیزکسی بھی طرح دولت جمع ہوجائے۔عیش وعشرت کی زندگی میسر ہوجائے۔چاہے اس کے لئے کسی کا خون کرنا پڑے'رشوت لینا پڑے'سود لینا پڑے' مجبور اور محتاجوں کا حق مارنا پڑے کسی بھی قیمت پر دولت ہونی چاہئے۔ جب ان حرام ذرائع سے دولت اکھٹا کریں گے تو اولاد کہاں سے فرمانبردار اور نیک ہوگی۔جس کے جسم میں ایک نوالہ حرام کا پہنچا تو اس کی چالیس دن تک دعا قبول نہیں ہوتی۔ پھر کیوں ہم اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرتے ہیں کہ ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتی۔ خدارا یہ دنیا جمع کرنا چھوڑے'آخرت کی تیاری کرے۔ نبی کریم ﷺ نے دنیا کو مری ہوئی بھیڑ سے بدتر قرار دیا ہے۔پھر بھی ہم اسی کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں تمام مسلمانوں خاص کر تمام مہدویوں کو اس رات کی برکت سے تمام گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کرکے ہماری مغفرت عطا فرمائے۔ گناہوں کی عادت ہم سے دور فرمائے اور نیکیوں کے راستے پر گامزن کرتے ہوئے پانچ وقت کی نمازیں تکبیر اولیٰ کے ساتھ پہلے صف میں ادا کرنے کی توفیق دے۔فرائض'واجبات اور سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق دے اور حرام چیزوں سے محفوظ رہنے کی توفیق دے اور شریعت پر چلاتے ہوئے نیک اعمال کی برکت سے ہر گناہ ہر برائی اور ہر بیماری سے محفوظ رکھے۔جھوٹ' چغلی' غیبت' حسد' تکبر سے محفوظ رکھے۔ خاص کر سود کی جو وباء پھیلی ہے اس سے ہر کسی کو دور رکھے۔ حدیث میں حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں سود کے بہتر (۷۲) دروازے ہیں ان میں سب سے کم ایسا ہے جیسے اپنی ماں سے زنا کرنا اور سود کا ایک درہم تیس (۳۰) زنا کے مانند ہے۔صرف سود لینا ہی حرام نہیں بلکہ سود دینا اور اس کے بارے میں لکھنا بھی منع فرمایا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ ہم کو ان تمام گناہوں سے محفوظ رکھتے ہوئے دیدار خدا کے ساتھ ایمان پر خاتمہ بالخیر کرے۔آمین

☆☆☆☆☆☆☆

اِنَّـآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ o وَمَآ اَدۡرٰکَ مَالَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ o لَيۡـلَةُ الۡقَدۡرِ خَيۡر'' مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ o تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوۡحُ فِيۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ ج مِنۡ كُلِّ اَمۡرٍ o سَلٰم'' هِىَ حَتّٰى مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِo (سورہ قدر)

شب قدر

رمضان المبارک کی راتوں میں سے ایک رات شب قدر ہے جو رمضان کی ستائیسویں شب ہے جو بہت ہی قدر و منزلت اور خیر و برکت کی حامل رات ہے۔اس رات کو اللہ تعالیٰ نے ہزآر مہینوں سے زیادہ افضل قرار دیا ہے۔ ہزار مہینوں کے تراسی برس اور چار ماہ بنتے ہیں۔اس کے معنی یہ ہوئے جس کسی شخص نے یہ ایک رات عبادت میں گزاری اس نے گویا تراسی برس اور چار ماہ عبادت میں گذار دیا۔تراسی برس کا زمانہ کم از کم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سورہ قدر میں فرماتا ہے۔خیر من الف شہر اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جتنا زیادہ اجر عطا فرمانا چاہے گا عطا فرمائے گا۔اللہ تعالیٰ کے اس اجر کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔

امام ثوری فرماتے ہیں کہ قدر کے معنی ''مرتبہ'' کے ہیں۔چونکہ یہ رات باقی راتوں کے مقابلے میں شرف و مرتبہ کے لحاظ سے بلند ہے اس لئے اسے لیلۃ القدر کہا جاتا ہے۔

قدر کے معنی ''تنگی'' کے بھی آتے ہیں۔اس معنی کے لحاظ سے قدر والی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس رات آسمان سے فرش زمین پر اتنی کثرت کے ساتھ فرشتوں کا نزول ہوتا ہے کہ زمین تنگ ہو جاتی ہے۔
(تفسیر الخازن جلد۴ صفحہ ۳۹۵)

اس رات کو قدر کے نام سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قابل قدر کتاب (قرآن شریف) کو قابل قدر امت مسلمہ کے لئے صاحب قدر فرشتے (جبرئیل) کی معرفت قابل قدر رسول (محمدؐ) پر نازل فرمائی۔اور قابل قدر خلیفہ (مہدیؑ) پر اس رات کا انکشاف کیا۔شب قدر بڑی برکتوں اور رحمتوں والی رات ہے۔اس رات کے مراتب و درجات کا کیا کہنا کہ خداوند قدوس اس مقدس رات میں پورا قرآن مجید لوح محفوظ سے آسمانی دنیا پر نازل کیا۔اور اس مقدس رات کے بارے میں

ایک سورہ قرآن شریف میں نازل فرمایا۔

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ o وَمَآ اَدۡرٰکَ مَالَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ o لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَیۡر'' مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ o تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوۡحُ فِیۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ ج مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ o سَلٰم'' هِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ o

ترجمہ: بیشک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا اور تم کیا جانتے ہو شب قدر کا کیا مقام ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے افضل ہے اس میں فرشتے اپنے رب کے حکم سے نازل ہوتے ہیں سلامتی ہے یہ رات جو طلوع فجر تک ہوتی ہے۔

اس مقدس رات میں ملائکہ کو لے کر جبرئیل علیہ السلام مومنوں کو سلامتی دینے زمین پر آتے ہیں۔ ان کی تعداد روئے زمین کی کنکریوں سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ شب قدر میں سدرۃ المنتہٰی کے فرشتوں کی فوج حضرت جبرئیل علیہ السلام کی سرداری میں زمین پر اترتی ہے۔ اور ان کے ساتھ چار جھنڈے ہوتے ہیں۔ ایک جھنڈا بیت المقدس کی چھت پر ایک کعبہ معظّمہ کی چھت پر ایک جھنڈا طور سینا پر اور ایک جھنڈا مدینہ منورہ کی چھت پر لہراتے ہیں۔ اور پھر یہ فرشتے مسلمانوں کے گھروں میں تشریف لے جا کر مومن مرد اور مومن عورتوں کو سلام کرتے ہیں۔ جو عبادتوں میں مصروف رہتے ہیں۔ مگر ان گھروں میں فرشتے داخل نہیں ہوتے جن گھروں میں بُت' تصویر' کتّا' شرابی ہو یا خنزیر کھانے والا رہتا ہو یا غسل جنابت نہ کرنے والے ہو یا بلا کوئی شرعی عذر کے رشتہ داری کو کاٹنے والے لوگ رہتے ہیں۔

حضرت نبی کریم ﷺ کو ایک دن خیال ہوا کہ اللہ تعالیٰ میری امت کے ساتھ کیا سلوک فرمائے گا۔ وحی آئی یا محمد ﷺ آپ کب تک امت کا غم کھائیں گے۔ میں آپ کی امت کو اس وقت تک دنیا سے نہ اٹھاؤں گا جب تک کہ ان کو انبیاء کا درجہ نہ دیدوں۔ انبیاء کی شان یہ ہے کہ ان پر فرشتے وحی اور سلام لے کر آتے ہیں۔ آپ کی امت پر بھی اس طرح شب قدر میں فرشتے نازل ہوں گے۔ اور میری طرف سے سلام اور رحمت پہنچاتے رہیں گے اور میں اس رات کو جاگ کر عبادت کرنے والوں کی مغفرت کرتا رہوں گا۔ شب

قدر دوسری سب ہی راتوں سے کئی لحاظ سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تجلی اس رات میں شام سے صبح تک بندوں کی طرف متوجہ رہتی ہے۔ ارواح، ملائکہ، صالحین اور عبادت گذار بندوں کی ملاقات کے لئے آسمانوں سے زمین کی طرف آتے ہیں۔ اور ان کے قرب کی وجہ سے عبادتوں کی کیفیت وحلاوت دوسری راتوں کے بہ نسبت بدرجہ بڑھ جاتی ہے۔ شب قدر افضل ہے غیر شب قدر کی تیس ہزار راتوں اور تیس ہزار دنوں سے اس رات کو عبادت کرنے والے کے تمام گذرے ہوئے گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔

لیلۃ القدر فقط محمد ﷺ کی امت کی خصوصیت ہے امام جلال الدین سیوطیؒ حضرت انسؓ سے نقل کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ مقدس رات اللہ تعالیٰ نے صرف میری امت کو عطا فرمائی ہے۔ سابقہ امتوں میں یہ شرف کسی اور نبی اور رسول کو نہیں ملا۔

مفسرین اکرام لکھتے ہیں کہ پہلی امتوں میں عابد اسے قرار دیا جاتا تھا جو ہزار ماہ تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے لیکن نبی اکرم ﷺ کے صدقے میں اس امت کو یہ فضیلت حاصل ہے وہ ایک رات کی عبادت سے اس سے بہتر مقام حاصل کرلیتی ہے۔ تو یہ عظیم نعمت سرکار دو جہاں نبی اکرم ﷺ کے صدقے میں امتِ محمدیہ کو نصیب ہوئی اور مہدی موعود علیہ السلام کے صدقے میں اس رات کا علم ہم مہدویوں کو نصیب ہوا جو کہ ستائیسویں رمضان کو ہے۔ جس کے شکرانے میں ہم تمام مہدوی دو رکعت نماز فرض کی نیت سے لیلۃ القدر کی رات کو ادا کرتے ہیں۔

مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ آج ستائیسویں رمضان کی رات ہی شب قدر کی رات ہے۔ اس مبارک رات میں میں نے محمد ﷺ پر قرآن نازل کیا اور اس رات کی فضیلت ہم نے سورہ قدر میں بیان کی ہے۔ مگر اس رات کو تیرے لئے پوشیدہ رکھا تھا۔ اور تجھ پر ہی اس رات کا انکشاف کیا ہے۔ اس عطا خاص کے شکر میں دو رکعت نماز ادا کر۔ غرض اس حکم محکم پر امام علیہ السلام نے گیارہ حاضرین مسجد کو لے کر خود اپنی امامت میں دو رکعت نماز لیلۃ القدر ادا فرمائی۔ حضرت نے پہلی رکعت میں سورہ والضحیٰ اور دوسری رکعت میں سورہ قدر قراءت فرمائی اور بعد نماز بحکم خدائے تعالیٰ باآواز بلند یہ دعا پڑھی۔

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنَا مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنَا مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فِی زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنَ بِفَضْلِکَ وَکَرَمِکَ یَا اَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْنَ وَبِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن ۔ اَللّٰھُمَّ صَغِّرِ الدُّنْیَا بِاَعْیُنِنَا وَعَظِّمْ جَلاَلِکَ فِیْ قُلُوبِنَا وَوَفِّقْنَا لِمَرْضَاتِکَ وَثَبِّتْنَا عَلٰی دِیْنِکَ وَطَاعَتِکَ وَمُحَبَّتِکَ وَشَوْقِکَ وَعِشْقِکَ بِفَضْلِکَ وَکَرَمِکَ یَا اَکْرَمُ الْاَکْرَمِیْنَ وَبِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ۔ اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْ زُقْنَا اِتِّبَاعَہُ اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلاً وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَہُ بِفَضْلِکَ وَکَرَمِکَ یَا اَکْرَمُ الْاَکْرَمِیْنَ وَبِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ط رَبَّنَا لاَ تُوَاخِذْنَا اِنْ نَسِیْنَا اَوْ اَخْطَانَا رَبَّنَا وَلاَ تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَہُ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلاَ تُحَمِّلْنَا مَالاَ طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ وَاعْفُ عَنَّا قف وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا قف اَنْتَ مَوْلاَنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ ۔ رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِی لِلْاِیْمَانُ اَنْ آمَنُوْا بِرَبِّکُمْ فَآمَنَّا ۔ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارَ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَاوَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلاَ تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ط اِنَّکَ لاَ تُخْلِفُ الْمِیْعَادُ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارُ رَبَّنَا لاَ تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً ط اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَابَ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَابَ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَابَ

ترجمہ:۔یا اللہ ہم کو مسکین زندہ رکھ' مسکین مار اور قیامت کے دن ہمارا مسکینوں کے ساتھ حشر کر اپنے فضل اور اپنے کرم سے، اے سب کرم کرنے والوں سے زیادہ کرم کرنے والے اپنی رحمت سے، اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے۔ یا اللہ دنیا کو ہماری نظروں میں چھوٹی اور حقیر کر کے بتلا اور اپنے جلال کی عظمت ہمارے دلوں میں بٹھا اور اپنی مرضی سے ہم کو واقف کر اور ہم کو اپنے دین اور اپنی اطاعت اور اپنی محبت اور اپنے شوق اور اپنے عشق پر ثابت قدم رکھ اپنے فضل سے اور اپنے کرم سے، اے سب کرم کرنے والوں سے زیادہ کرم کرنے والے اور اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے یا اللہ ہم کو حق کو حق کر کے بتلا اور اس کی اتباع روزی کر یا اللہ ہم کو باطل کو باطل کر کے بتلا اور اس سے دوری

رکھ ہم کو روزی کر اپنے فضل اور اپنے کرم سے ،اے سب کرم کرنے والوں سے زیادہ کرم کرنے والے اور اپنے رحم سے اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے۔اے ہمارے پروردگار ہم کو بھول اور خطا پر نہ پکڑ،اے ہمارے پروردگار ہم پر بھاری بوجھ مت رکھ جیسا کہ تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر رکھا تھا اے ہمارے پروردگار ہم سے وہ بار نہ اٹھا جس کی ہم کو طاقت نہیں اور درگزر کر ہم سے اور بخشدے ہم کو اور رحم کر ہم پر تو ہی ہمارا مولا ہے پس مدد کر ہماری کافروں کی قوم کے مقابلے میں،اے ہمارے پروردگار بیشک ہم نے سنا ایک منادی (یعنی مہدی) کو جو بلاتا ہے ایمان کی طرف یہ کہ تم ایمان لاؤ اپنے پروردگار پر پس ہم ایمان لائے، اے ہمارے پروردگار پس ہمارے گناہ بخشدے اور ہماری برائیاں اتاردے اور نیک لوگوں کے سات ہم کو موت دے،اے ہمارے پروردگار ہم کو عطا کر وہ چیز جس کا وعدہ تو نے اپنے رسولوں کے ذریعہ کیا ہے اور قیامت کے دن ہم کو رسوا مت کر بیشک تو اپنے وعدہ کا خلاف نہیں کرتا اے ہمارے پروردگار ہم کو عطا کر اس دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا،اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو ہدایت دینے کے بعد مت پھیر اور اپنے پاس سے ہم کو رحمت عطا کر بیشک تو سب کچھ دینے والا ہے بیشک تو سب کچھ دینے والا ہے بیشک تو سب کچھ دینے والا ہے۔

اور اس دعا کے بعد سر مبارک سجدہ میں رکھ کر کافی دیر تک مناجات کرتے رہے اور پھر سر مبارک سجدہ سے اٹھالیا اور سورہ قدر کا بیان فرمانے لگے اس کے بعد حضرت بندگی میاں شاہ خوندمیرؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا اس نماز کو فرض عین سمجھنا چاہئے اور تمام مہدویوں پر لازم ہے کہ اس رات میں دو رکعت فرض لیلۃ القدر ادا کریں۔

ایک روایت میں ہے کہ شاہ دلاورؓ نماز لیلۃ القدر کے وقت موجود نہیں تھے۔ جب بعد نماز حاضر ہوئے اور ایسی نعمت کے فوت ہو جانے پر بہت افسردہ وملول ہوئے تو حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے اس کی قضاء کرنے کا حکم دیا۔(المہدی الموعود صفحہ ۳۱۱)

اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ لیلۃ القدر میں دو رکعت نماز ادا کرنا فرض ہے۔ کیونکہ قضاء صرف فرض

اور واجب کی ہوتی ہے۔ لیلۃ القدر میں نماز پڑھنا نہ کسی مسلمان کے نزدیک قابل اعتراض ہوسکتا ہے اور نہ کوئی مسلمان اس کو نسخ شریعت کہہ سکتا ہے۔ کیونکہ یہ منشاء قرآنی کی عین تعمیل اور سنت نبوی کی عین اتباع ہے۔ دو رکعت کا تعین بھی احکام دین اسلام کے لحاظ سے کوئی ممنوع امر نہیں کیونکہ یہ اصولی ضابطہ ہے کہ ''امر مطلق کا اطلاق کم از کم جنس پر ہوتا ہے۔'' اور ظاہر ہے کہ مقدار جس پر نماز کا اطلاق ہو سکے وہ دو رکعت ہی ہے۔ اس سے کم مقدار پر نماز کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔ اس کو فرض ماننا بھی کئی عقلی و نقلی وجوہ سے اہل سنت کے اصول پر نسخ شریعت محمدیہ کا مستلزم نہیں ہوسکتا۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کی طرف سے لیلۃ القدر کے تعین کا یقینی و قطعی علم عطا ہونا اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے اور ایک قرآنی آیت کے ذریعہ سے آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی خاص نعمت جب کسی بندے کو نصیب ہو تو اس کا شکر بجالانا چاہئے۔ ورنہ وہ کفرانِ نعمت ہوگی۔ آیت ''فَاذْكُرُونِىٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِى وَلَا تَكْفُرُونِ'' ترجمہ: میرا شکر ادا کرو اور کفرانِ نعمت نہ کرو۔ اس لئے ہم مہدوی جو لیلۃ القدر کی دو رکعت فرض نماز ادا کرتے ہیں قرآن شریف سے ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی قومِ خاص کے لئے کوئی خاص رات عطا کرتا ہے تو اس قوم کو بھی چاہئے کہ شکرانے میں اس کے لئے دو رکعت نماز ادا کرے جو ہم مہدوی لوگ ادا کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم فرض ہوتا ہے۔ اور وہ حکم کرتا ہے کہ میرا شکر ادا کرو اس لئے ہم اس کو فرض مانتے ہوئے دو رکعت فرض لیلۃ القدر ادا کرتے ہیں۔ ادائے شکر کی مختلف سورتوں میں سے دو رکعت نماز کی ادائی لازمی قرار دینا دین اسلام کے خلاف نہیں بلکہ احکام اسلامی کے لحاظ سے سنت انبیاء علیہم السلام کی عین مطابقت ہے۔ جیسا کہ بعض احادیث سے ثابت ہے کہ ہم لوگ جو پانچ وقت کی نمازیں ادا کرتے ہیں وہ کسی نہ کسی نبی کی سنت ہے جو شکرانے کے طور پر وہ نبی نے ادا کی تھی۔

حضور اکرم ﷺ سے ایک انصار صحابی نے پوچھا کس نے سب سے پہلے نماز فجر ادا کی تھی۔ تو حضور پرنور ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے فجر کی نماز آدم علیہ السلام نے توبہ قبول ہونے پر ادا کی تھی۔ پھر وہ صحابی نے پوچھا ظہر کی نماز سب سے پہلے کس نے ادا کی حضور ﷺ نے فرمایا ظہر کی نماز سب سے پہلے

ابراہیم علیہ السلام نے پڑھی۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں نمرود کی آگ سے نجات دی تھی۔تو وہ صحابی بولے عصر کی نماز سب سے پہلے کس نے ادا کی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے نماز عصر یعقوب علیہ السلام نے ادا کی جب کے جبرئیل علیہ السلام نے انہیں یوسف علیہ السلام کی بشارت دی تھی۔ پھر وہ صحابی نے پوچھا مغرب کی نماز سب سے پہلے کس نے ادا کی حضور ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے مغرب کی نماز داؤد علیہ السلام نے پڑھی جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی تھی۔ پھر وہ صحابی پوچھے عشاء کی نماز سب سے پہلے کس نے ادا کی نبی اکرم ﷺ نے فرمایا عشاء کی نماز سب سے پہلے یونس علیہ السلام نے ادا کی جب کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مچھلی کے پیٹ سے نکالا تھا۔(غنیۃ الطالبین)

اس حدیث سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مہدی موعود علیہ السلام نے جو شکرانے کی نماز ادا کی تھی وہ حکم خداوندی اور انبیاء کی سنت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی احادیث سے اور اکابرین اہل سنت کے اقوال سے یہ ثابت ہے حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی ذات خلیفۃ اللہ اور معصوم عن الخطا ہے۔ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ اور روح رسول اللہ ﷺ سے بلا واسطہ علم حاصل ہوتا ہے۔ حضرت کے احکام رائے وقیاس پر مبنی نہیں بلکہ عین خدا اور رسول کے احکام اور حقیقی شرع محمدی ہے۔ اگر کوئی مجتہد اپنی رائے وقیاس سے کسی فعل کو فرض اور واجب اور کسی کو حرام یا مکروہ قرار دے سکتا ہے جبکہ وہ معصوم الخطا بھی نہیں ہوتا۔ تو مہدی موعود علیہ السلام جو خلیفۃ اللہ' مامور من اللہ' معصوم الخطا ہیں۔ وہ اگر نماز لیلۃ القدر کو فرض قرار دیتے ہیں تو اتنا واویلا کیوں مچاتے ہیں۔ یہ سب بے دین عالموں کی پھیلائی ہوئی باتیں ہیں جن کو دین کا صحیح فہم ابھی تک حاصل نہیں ہوا جو معصوم لوگوں کو مہدی موعود علیہ السلام اور مہدویت سے دور کرنے کے لئے اپنا وقت' پیسہ اور ایمان زائل کر رہے ہیں۔ اللہ ان کے شر سے ہر مہدوی کو محفوظ رکھے اور ان کو بھی ایمان کی توفیق دے۔

حضرت سیدنا انسؓ سے مروی ہے کہ رمضان المبارک کی آمد پر ایک مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا ''یہ جو ماہ تم میں آیا ہے اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جو شخص اس رات سے محروم

رہ گیا گویا وہ سارے خیر سے محروم رہا اور اس رات کی بھلائی سے وہی شخص محروم رہ سکتا ہے جو واقعتاً بد بخت ہو۔(ابن ماجہ صفحہ ۲۰)

ایسے شخص کی محرومی میں کیا شک ہوسکتا ہے جو اتنی بڑی رات کی نعمتوں کو غفلت کی وجہ سے گنوادے' جبکہ آج کا مادہ پرست مسلمان معمولی معمولی باتوں جیسے شادی بیاہ' رسمیں' ناچ گانے' نیا سال منانے' کھیل کود کا نظارہ کرنے اور کئی لغو چیزوں کے لئے رات رات بھر جاگنا ہے۔مگر عبادتوں کے لئے ایک رات جاگنے کے لئے کہو تو نوکری' کاروبار نہ جانے کتنے بہانے بنانے لگتا ہے۔ سال بھر میں تین سو ساٹھ سے زیادہ راتیں ہوتی ہیں اس میں سے صرف تین رات بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے نہیں نکال سکتا۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ یہی ہماری قوم کی نااہلی اور کمزوری ہے جس کی وجہ سے آج ہم اس مقام پر ہیں کہ لوگ ہمیں کافر کا فتویٰ دیتے ہیں' منافق کہتے ہیں۔مگر ہمیں افسوس ہوتا ہے نہ کسی قسم کا دکھ ہوتا ہے ہماری قوم اتنی کمزور ہوگئی ہے کہ اخباروں میں مہدی موعود علیہ السلام کا پورا نام تک نہیں لکھوا سکتے۔مگر پھر بھی ان لوگوں کی جی حضوری کرنے میں عار تک محسوس نہیں کرتے۔ ہم اپنے آپ کو غیر ممالک تو چھوڑیئے اپنے ہی ملک میں مہدوی کہلانے سے شرم محسوس کرتے ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ دین سے دوری۔اگر والدین شروع ہی سے اپنی اولاد کو دینی تعلیم کا انتظام کرتے۔ مہدی موعود علیہ السلام کی تعلیم ان تک پہنچاتے تو آج ہم بھی اپنے آپ کو مہدوی کہلانے پر فخر محسوس کرتے۔ ہمارے بزرگان دین نے ہمارے دین کو بچانے کے لئے کتنی قربانیاں دی تھی۔صدیق اکبر میراں حضرت سید محمود ثانی مہدی ؓ نے لوہے کی زنجیریں سر سے پیر تک بندھوانا قید میں رہنا منظور کیا جس سے آپ کے جسم پر بڑے بڑے زخم آ گئے مگر آپ نے سچائی کا دامن نہیں چھوڑا۔حضرت بندگی میراں سید علی فرزند مہدی موعود علیہ السلام اپنے آپ کو دیوار میں چنوایا مگر باطل طاقتوں کے آگے نہیں جھکے۔احمد آباد کے دو رنگریز بچے جو صحیح طور پر سن بلوغ کو بھی نہ پہنچے تھے مگر شہادت پانے کا شوق جوان میں تھا(سبحان اللہ) حکومت کے کارندوں نے بہت کوشش کی کہ وہ ایک بار مہدی موعود علیہ السلام کا انکار کردیں مگر وہ نہ مانے بہت ڈرایا دھمکایا' لالچ دی' اذیت دی مگر وہ سب کچھ برداشت کرتے ہوئے اپنے آپ کو شہید کروادیا۔مگر ان کے آگے نہیں جھکے جو جنگ بدرولایت کے پہلے شہید بنے۔ان کے

بعد ہی حضرت بندگی میاں شاہ خوندمیرؓ اوران کے کئی رفقاء ہمارے دین کو بچانے کے لئے اس کی سرخروئی کے لئے شہادت کا جام پیا مگرکبھی بھی ان ظالم بادشاہوں کے آگے نہیں جھکے۔مگر آج ہم مادی طاقتوں کے زیراثر اتنے بزدل ہوگئے ہیں کہ ہماری قوم کے نونہالوں اورنوجوانوں کو کچھ لوگ کھلے عام گمراہ کررہے ہیں اورہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہوئے ہیں۔اس انتظار میں کہ کوئی غیبی امداد آئے گی اوران گمراہ لوگوں کوکیفر کردار تک پہنچائے گی۔خدابھی اس کی مدد کرتا ہے جوخوداپنی مدد کرتے ہیں۔

میرے بھائیو!جاگو اگر آج ہم کچھ نہیں کریں تو آنے والی نسلوں کو کیا جواب دیں گے۔یہ دنیا' یہ پیسہ'یہ جاہ وجلال' یہ عیش وعشرت' یہ عزت' یہ حرام کی کمائی' یہ اونچی اونچی بلڈنگیں' مہنگی سواریاں' یہ سب یہیں رہ جائے گی۔کام آئیں گے تو صرف ہمارے اعمال۔تو ہمیں اپنے اعمال کی درستگی کے لئے گناہوں سے توبہ کرتے ہوئے صدفیصد شریعت پر چلتے ہوئے فرائض وواجبات ادا کرنا چاہئے اورحرام اورمکروہ چیزوں سے بچنا چاہئے۔

شب قدر کو جبرئیلؑ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آکرعرض کیا یارسول اللہ ﷺ آسمان کی طرف دیکھئے میں نے دیکھا کہ جنت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔

پہلے دروازے پرایک فرشتہ ندا کررہا تھا کہ اس شخص کوخوشخبری ہوجوآج کی رات قیام میں ہے۔

دوسرے دروازے پر ایک فرشتہ کہہ رہا تھا اس شخص کو خوشخبری ہو جو آج شب رکوع میں ہے ۔

تیسرے دروازے پرایک فرشتہ کہہ رہا تھااس کوخوشخبری ہوجواس رات سجدے میں ہے ۔

چوتھے دروازے پرایک فرشتہ ندا کررہا تھا خوشخبری ہواس کے لئے جوآج رات یادالٰہی میں مشغول رہے گا۔

پانچویں دروازے پرایک فرشتہ کہہ رہا تھا خوشخبری ہواس کے لئے جوخدا کے خوف سے گریہ زاری کررہا ہے۔

چھٹے دروازے پرایک فرشتہ آوازلگارہا تھا خوشخبری ہواس کے لئے جومشیت الٰہی کے آگے سرتسلیم خم کرچکا۔

ساتویں دروازے پرایک فرشتہ کہہ رہا تھا کہ خوشخبری ہواس شخص کے لئے جوآج کی شب دعائیں کرنے میں مشغول ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعائیں قبول فرمائے گا۔

رسول خدا ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز عرش کے نیچے دستر خوان بچھایا جائے گا روزہ دار اس پر اللہ تعالی کی نعمتیں کھاتے رہیں گے اور اہل محشر حساب و کتاب میں گرفتار رہیں گے۔ عرض کریں گے پرور دگار ہم یہاں محاسبہ میں ہیں اور یہ لوگ دستر خوانِ نعمت پر مشغول طعام ہیں۔ ارشاد ہوگا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے رمضان میں دن کو روزے رکھے اور تم لوگ کھاتے پیتے رہے۔ انہوں نے شب قدر میں عبادت کی اور تم لوگ سوتے رہے۔

مسلمانوں کی طاقت قرآن مجید پڑھنے' سمجھنے اور اس پر عمل کرنے میں ہے۔ قرآن کہتا ہے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو۔ شرک کرنا چھوڑ و اور اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے" اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور تفرقے میں نہ پڑو" مگر ہم اللہ تعالیٰ کے فرمان پر عمل کرنے کے بجائے کافروں کے عمل پر عمل کر رہے ہیں۔ کافروں نے ہمیں اللہ' رسول خدا ﷺ' مہدی موعود علیہ السلام اور قرآن کریم کو سازشوں کے ذریعہ ہم سے دور کر کے شرک پر لگا دیا ہے۔ وطنیت' قومیت' صوبائیت' لسانیت' برادری 'سوشلزم' کمیونزم اور سسٹم کے خود ساختہ بتوں کی پوجا کرنے پر مجبور کر دیا اور ہم کافروں اور مشرکوں کی سازش میں ایسا الجھ گئے کہ قرآن مجید کا درس یاد رہا نہ رسول خدا کی سنت نہ ہی مہدی موعود علیہ السلام کے نقلیات پر عمل پیرا رہے ہم ایک اللہ کی عبادت کرنے کے بجائے سینکڑوں بتوں کو پوجنے لگے۔ ہمارے پاس اسلام کہاں رہا؟ ہم مسلمان کہاں رہے؟ ہم کتنی ہی بدعتیں' رسم و رواج' فیشن' ہندؤں' یہودیوں' عیسائیوں سے ادھار لئے ہوئے ہیں۔ ہم اپنی ذاتی انا' عزت و نمود کی خاطر کسی رشتہ دار کو ناراض کر دیتے ہیں۔ کسی سے رشتہ توڑ لیتے ہیں۔ مگر ہمیں اللہ تعالیٰ کی عزت کا کوئی خیال نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کی بات نیچے ہو اور برادری' دنیاداری' رسم و رواج اوپر ہو تو اسلام کہاں رہ جاتا ہے۔؟ لیکن پھر بھی ہم مسلمان ہیں۔ سود کھلے عام لے رہے ہیں۔ رشوت حق کی طرح مانگ رہے ہیں۔ جھوٹ' چوری' قتل وغارت گری عام ہوگئی ہے۔ عورتیں بے پردہ اپنے جسم کی نمائش کرتے ہوئے اپنے محرموں اور نامحرموں کے ساتھ گھوم رہی ہیں۔ غریب رشتہ دار بھوک سے رو رہے ہیں' لوگوں کی زمین جائیداد پر قبضے کر رہے ہیں۔ فحاشی و عریانی پر مبنی فلمیں' ڈرامے'

ناول، رسالے شوق سے دیکھے اور پڑھے جا رہے ہیں۔ اوران سب سے بدترین چیز ٹیلی ویژن جو ہمارے معاشرے کی بگاڑ کی اصل وجہ ہے اسکو بڑے اہتمام کے ساتھ گھر کے سب بڑے چھوٹے مل کر دیکھ رہے ہیں۔ یہ الکٹرونک میڈیا، ڈش سیٹلائٹ کافروں کے ہاتھ میں ہیں اور وہ اس کے ذریعہ ہمارا برین واش کرر ہے ہیں۔ ہماری سوچ تبدیل کرر ہے ہیں۔ کہیں پر بھی بم بلاسٹ ہوا سب سے پہلے مسلمانوں پر شک کیا جاتا ہے۔ کافروں نے جو بھی ہمارے خلاف سازشیں کی اس میں ہمارا بھی بہت قصور ہے۔ وہ نت نئے انداز میں گناہوں کو کبھی تعلیم کے نام پر کبھی ترقی کے نام پر کبھی فیشن کے نام پر ہم کو دیتے رہے اور ہم اسلام سے دور ہوتے رہے۔ ہم نے اسلام کو اپنے اندر سے نکالا اور واپس قرآن میں رکھ کر الماری کے سب سے اوپر کے خانے میں رکھ دیا۔ نہ کبھی قرآن پڑھا نہ سمجھا نہ عمل کیا۔ قرآن نور ہدایت ہے لیکن ہم نے اس سے ہدایت نہیں لی۔ ہاں کبھی کبھی کسی خاص موقع پر جیسے شب معراج، شب برات، شب قدر یا کبھی رمضان کے مہینے میں ایک دو بار طوطوں کی طرح پڑھا اور پھر رکھ دیا۔ پوچھو کیا سمجھ میں آیا جی عربی میں تھا ہمیں کیا سمجھ میں آتا ویسے بھی اس کو سمجھنا عالموں کا کام ہے۔ اگر کوئی ترجمہ کے ساتھ پڑھتا اور اسے کچھ سمجھ میں بھی آتا اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا تو وہ عالم صاحب کے پاس جا کر کہتا ہے حضور میں نے قرآن شریف ترجمہ کے ساتھ پڑھا مجھے یہ سمجھ میں آیا اور یہ سمجھ میں نہیں آیا۔ ذرا سمجھا دیجئے۔ عالم صاحب غصہ میں آ گئے اور کہنے لگے قرآن شریف کا ترجمہ پڑھ کر سمجھ گئے۔ تم کو معلوم ہے قرآن کے ایک ایک لفظ کے کئی کئی معنی ہوتے ہیں۔ اگر تم لوگ اس طرح پڑھ کر کچھ کا کچھ سمجھو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ اب ایک طرف عالم صاحب کی بات دوسری طرف اللہ کی بات۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ''اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا ہے۔ اس میں غور وفکر کرو'' اللہ تعالیٰ قرآن شریف کو خود ہدایت کہہ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے سچی بات تو کسی اور کی نہیں ہوسکتی۔ تو ہمیں چاہیئے کہ اللہ کی بات مان لے اور اسے ترجمہ اور تفسیر سے پڑھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قرآن شریف پڑھنے والے پر کھول دیا جاتا ہے۔ قرآن صرف برکت کے لئے، تعویذ لکھنے قسمیں کھانے، جہیز میں دینے، شبینوں میں پڑھنے، حسن قراءت کے مقابلے، دکان ومکان کی برکت کے لئے

تلاوت کرنے مُردوں کوایصال ثواب کرنے یاچوم کرآنکھوں کولگانے کے لئے نبی اکرم ﷺ پرنازل نہیں کیا۔ بلکہ اس کوپڑھ کراس کاترجمہ وتفسیر سمجھ کراس پرعمل کرنے کے لئے نازل فرمایا ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں نافرمان بندوں کے لئے جوعذاب فرمایا ہے۔ہم چھوٹے سے چھوٹے عذاب کوبھی برداشت کرنے کے قابل نہیں ہیں۔اس لئے اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول اورمہدی موعودعلیہ السلام کی اطاعت کے ذریعہ اس جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ سے بچنے کی کوشش کریں جسکا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔اورآخر میں اللہ سے دعا کرتا ہوں یااللہ اس بڑی رات کے صدقے ہمارے گناہوں کومعاف فرماکرہمیں دین کی صحیح سمجھ عطافرمااوراس پرچلنے کی توفیق دےاورایمان پردیدارالٰہی کے ساتھ خاتمہ بالخیرکرآمین۔

☆☆☆☆☆☆☆